قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 18/ مارچ 2023ء | 25/ شعبان 1444 ہجری قمری | 18/ امان 1402 ہجری شمسی | جلد:5 | شمارہ:66

ارشادِ باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ ۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا ﴿۶۰﴾

(النساء: 60)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی اور اگر تم کسی معاملہ میں (اولوالامر سے) اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو اگر (فی الحقیقت) تم اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر (طریق) ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

فرمانِ رسولؐ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے حاکم سے ناپسندیدہ بات دیکھے وہ صبر کرے کیونکہ جو نظام سے بالشت بھر جدا ہوا اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

(بخاری کتاب الأحکام باب السمع وطاعۃ الامام مالم تکن معصیۃ حدیث نمبر 1444)

فرمان خلیفۂ وقت

جماعتی نظام میں یک رنگی ضروری ہے

جماعت احمدیہ میں خلافت کی اطاعت اور نظام جماعت کی اطاعت پر جو اس قدر زور دیا جاتا ہے یہ اس لئے ہے کہ جماعتی نظام کو چلانے کے لئے یک رنگی پیدا ہونی ضروری ہے اور اس زمانے کے لئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان ہے کہ مسیح موعودؑ کے آنے کے بعد جو خلافت قائم ہونی ہے وہ عَلٰی مِنۡہَاجِ النُّبُوَّۃ ہونی ہے اور وہ دائمی خلافت ہے اور جس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ: ’’خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں۔ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

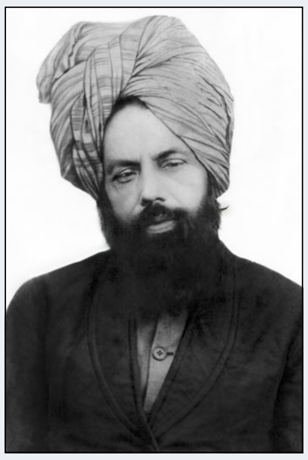

اپنے اندر صحابہؓ کا رنگ پیدا کرو

- اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اس میں یہی تو سرّ ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہوسکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔

(الحکم جلد 5 نمبر 5 مؤرخہ 10/ فروری 1901ء صفحہ 1)

- غرض صحابہؓ کی سی حالت اور وحدت کی ضرورت اب بھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعود کے ہاتھ سے تیار ہو رہی ہے اُسی جماعت کے ساتھ شامل کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی اور چونکہ جماعت کی ترقی ایسے ہی لوگوں کے نمونوں سے ہوتی ہے اس لئے تم جو مسیح موعودؑ کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو۔ باہم محبت اور اخوت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں، ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی۔

(الحکم جلد 5 نمبر 5 مؤرخہ 10/ فروری 1901ء صفحہ 2)

- میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ جس قدر کوئی شخص قرب حاصل کرتا ہے، اسی قدر مواخذہ کے قابل ہے۔ اہل بیت زیادہ مواخذہ کے لائق تھے۔ وہ لوگ جو دور ہیں، وہ قابل مواخذہ نہیں، لیکن تم ضرور ہو۔ اگر تم میں ان پر کوئی ایمانی زیادتی نہیں، تو تم میں اور ان میں کیا فرق ہوا۔ تم ہزاروں کے زیر نظر ہو۔ وہ لوگ گورنمنٹ کے جاسوسوں کی طرح تمہاری حرکات وسکنات کو دیکھ رہے ہیں۔ وہ سچے ہیں۔۔۔ جب کوئی شخص مجھ سے تعلق نہیں رکھتا، تو یہ امر دوسرا ہے، لیکن جب میرے پاس آئے، میرا دعویٰ قبول کیا اور مجھے مسیح مانا، تو گویا من وجہٍ آپ نے صحابہ کرام کے ہمدوش ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ تو کیا صحابہ نے کبھی صدق ووفا پر قدم مارنے سے دریغ کیا۔ ان میں کوئی کسل تھا۔ کیا وہ دل آزار تھے؟ کیا ان کو اپنے جذبات پر قابو نہ تھا؟ کیا وہ منکسر المزاج نہ تھے، بلکہ ان میں پرلے درجہ کا انکسار تھا۔ سو دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو بھی ویسی ہی توفیق عطا کرے، کیونکہ تذلل اور انکساری کی زندگی کوئی شخص اختیار نہیں کرسکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہ کرے اپنے آپ کو ٹٹولو اور اگر بچہ کی طرح اپنے آپ کو کمزور پاؤ، تو گھبراؤ نہیں۔ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ (الفاتحہ: 6) کی دعا صحابہ کی طرح جاری رکھو۔ راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔ وہ پہلے کیا تھے۔ ایک کسان کی تخم ریزی کی طرح تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آبپاشی کی۔ آپ نے ان کے لیے دعائیں کیں۔ بیج صحیح تھا اور زمین عمدہ تو اس آبپاشی سے پھل عمدہ نکلا جس طرح حضور علیہ السلام چلتے اسی طرح وہ چلتے۔ وہ دن کا یا رات کا انتظار نہ کرتے تھے۔ تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو، تہجد میں اٹھو، دعا کرو، دل کو درست کرو۔ کمزوریوں کو چھوڑ دو اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول وفعل کو بناؤ۔ یقین رکھو کہ جو اس نصیحت کو ورد بنائے گا اور عملی طور سے دعا کرے گا اور عملی طور پر التجا خدا کے سامنے لائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر فضل کرے گا اور اس کے دل میں تبدیلی ہو گی۔ خدا تعالیٰ سے ناامید مت ہو۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 28 ایڈیشن 1988ء)

اس شمارہ میں

- میں تجھے جب خط لکھوں (منظوم)
- Check Your Fuel
- قرآن کو عزت دیں
- احادیث قدسیہ
- غار حرا کی زیارت
- تجھ کو مولا نے کیا عطر رضا سے ممسوح

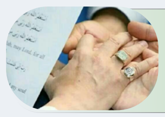

دربارِ خلافت

اخلاقی و مذہبی اصولوں کے اتم کامل محمدؐ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جان ڈیون پورٹ لکھتا ہے کہ: ’’کیا یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ جس شخص نے حقیر و ذلیل بت پرستی کے بدلے، جس میں اُس کے ہم وطن یعنی اہل عرب مبتلا تھے، خدائے برحق کی پرستش قائم کر کے بڑی بڑی ہمیشہ رہنے والی اصلاحیں کیں، وہ جھوٹا نبی تھا؟ کیا ہم اس سرگرم اور پُرجوش مصلح کو فریبی ٹھہرا سکتے ہیں اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسے شخص کی تمام کارروائیاں مکر پر مبنی تھیں؟۔ نہیں، ایسا نہیں کہہ سکتے۔ بیشک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بجز دلی نیک نیتی اور ایمانداری کے اور کسی سبب سے ایسے استقلال کے ساتھ ابتدائے نزول وحی سے اخیر دم تک مستعد نہیں رہ سکتے تھے۔ جو لوگ ہر وقت اُن کے پاس رہتے تھے اور جو اُن سے بہت کچھ ربط ضبط رکھتے تھے اُن کو بھی کبھی آپ کی ریاکاری کا شبہ نہیں ہوا۔‘‘

پھر لکھتا ہے کہ: ’’یہ بات یقینی طور پر کامل سچائی کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اگر مغربی شہزادے مسلمان مجاہدین اور ترکوں کی جگہ ایشیا کے حکمران ہو گئے ہوتے تو مسلمانوں کے ساتھ اس مذہبی رواداری کا سلوک نہ کرتے جو مسلمانوں نے عیسائیت کے ساتھ کیا۔ کیونکہ عیسائیت نے تو اپنے ان ہم مذہبوں کو نہایت تعصب اور ظلم کے ساتھ تشدد کا نشانہ بنایا جن کے ساتھ اُن کے مذہبی اختلافات تھے۔‘‘

An Apology for Mohammed and the Koran by John Devenport,page82,Chapter:The Koran,)
(printed by J.Davy and Sons,London,1882

پھر یہی جان ڈیون پورٹ لکھتے ہیں کہ: ’’اس میں کچھ شبہ نہیں کہ تمام منصفوں اور فاتحوں میں ایک بھی ایسا نہیں جس کی سوانح حیات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سوانح حیات سے زیادہ مفصل اور سچی ہو‘‘۔ (ایضاً)

پھر مائیکل ایچ ہارٹ (Michael H.Hart) اپنی کتاب ’’A Ranking of the Most Influential Persons in History‘‘ میں لکھتے ہیں کہ: ’’دنیا پر اثر انداز ہونے والے لوگوں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام پہلے نمبر کیلئے منتخب کرنا بعض پڑھنے والوں کو شاید حیرت زدہ کرے اور بعض اس پر سوال بھی اُٹھائیں گے۔ لیکن تاریخ میں وہ واحد شخص تھا جو کہ مذہبی اور دنیاوی ہر دو سطح پر انتہائی کامیاب تھا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کوئی اس بات کا کیسے اندازہ کرے کہ انسانی تاریخ پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کس طرح اثر انداز ہوئے؟ دیگر مذاہب کی طرح اسلام نے بھی اپنے پیروکاروں کی زندگیوں پر ایک گہرا اثر چھوڑا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں پائے جانے والے عظیم مذاہب کے بانیوں کو اس کتاب میں اہم مقام دیا گیا ہے‘‘۔ لکھتا ہے کہ ’’ایک اندازے کے مطابق دنیا میں عیسائیوں کی تعداد مسلمانوں کی تعداد سے دوگنا ہے‘‘۔ (جب اُس نے لکھا تھا اُس وقت کی بات ہے) ’’اس لحاظ سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عیسیٰ سے پہلے رکھنا شاید آپ کو عجیب لگے۔ لیکن میرے اس فیصلہ کے پیچھے دو بڑی وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ عیسائیت کے فروغ میں عیسیٰ (علیہ السلام) کے کردار کی نسبت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسلام کے فروغ میں کہیں زیادہ اہم کردار تھا۔ گو کہ عیسیٰ (علیہ السلام) ہی عیسائیت کے روحانی اور اخلاقی ضابطہ حیات (یعنی وہ عیسائی ضوابط جن کا یہودیت سے اختلاف ہے) کے موجب ہوئے مگر عیسائیت کو فروغ دینے کے حوالہ سے سینٹ پال نے بنیادی کردار ادا کیا۔ عیسائیت کو موجودہ شکل دینے والا اور نئے عہد نامہ کے ایک بڑے حصے کو لکھنے والا سینٹ پال ہی تھا۔‘‘

پھر لکھتا ہے: ’’جبکہ مذہب اسلام اور اس میں موجود تمام اخلاقی و مذہبی اصولوں کے ذمہ دار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس نئے مذہب کو خود شکل دی اور اسلامی تعلیمات کے نفاذ میں بنیادی کردار ادا کیا۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کے مقدس صحیفہ یعنی قرآن جو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بصیرت پر مشتمل ایک کتاب تھی کو بھی لکھنے والا محمد تھا‘‘۔ (یعنی جو مخالف ہے اس نے یہ تو بہرحال لکھنا ہے) کہتا ہے کہ ’’جس کے بارے میں وہ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن پر وحی کیا گیا۔ قرآن کے ایک بڑے حصہ کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی میں ہی نقل کر کے محفوظ کرلیا گیا تھا اور آپ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ہی اس کو مجموعہ کی شکل میں محفوظ کرلیا گیا۔ اس لئے قرآن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات اور تصورات کی حقیقی عکاسی کرتا ہے اور ایک مکتبہ فکر کے مطابق وہ آپ کے ہی الفاظ ہیں۔ جبکہ عیسیٰ (علیہ السلام) کی تعلیمات کا اس طرح سے کوئی مجموعہ نہیں ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک قرآن کی وہی اہمیت ہے جو عیسائیوں کے نزدیک بائبل کی ہے۔ اس لئے قرآن کے ذریعہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں پر بھرپور طریق سے اثر انداز ہوئے۔ اغلب گمان یہی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسلام پر زیادہ اثر ہے بہ نسبت اُس اثر کے جو عیسیٰ (علیہ السلام) اور سینٹ پال نے مجموعی طور پر عیسائیت پر ڈالا۔ خالصتاً مذہبی نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی انسانی تاریخ پر اتنا ہی اثر انداز ہوئے جتنا کہ عیسیٰ (علیہ السلام)‘‘۔ (اس کی اپنی رائے ہے لیکن بہرحال یہ تسلیم کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمبر ایک ہے اور پھر اس نے آگے یہ بھی لکھا ہے کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاں مذہبی سربراہ تھے وہاں دنیاوی حکومت کے سربراہ بھی تھے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ مقام نہیں ملا‘‘۔ پس ہر معاملے میں آپ کا اُسوہ آپ کی ذات کو مزید روشن کرتے ہوئے چمکا کر پیش کرتا ہے۔

(The100A Ranking of the most Insfluential Persons in HIstory by Michael H.Hart)

(خطبہ جمعہ 5/ اکتوبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

میں تجھے جب خط لکھوں

میں تجھے جب خط لکھوں خود کو سنبھالوں تو لکھوں
پاک صاف و باوضو دل کو بنا لوں تو لکھوں

اشک ہوویں روشنائی اور قلم یہ دل بنے
پھر خیال و خواب کے کاغذ بچھا لوں تو لکھوں

چل رہا ہے رات دن اک الجھنوں کا سلسلہ
جان اپنی ان جھمیلوں سے چھڑا لوں تو لکھوں

دل گھٹا جاتا ہے اپنی حالتوں کو دیکھ کر
بار ہے دل پر بہت اس کو ہٹالوں تو لکھوں

نور وہ جس سے منور ہیں ترے قلب و نظر
روح کو اس نور سے روشن کرا لوں تو لکھوں

سانس یوں رکتی ہے جیسے اک گھٹن ہو ہر طرف
اس فضا سے جان کچھ اپنی بچا لوں تو لکھوں

ہے مقابل پر جو دشمن وہ مرا ہی نفس ہے
پہلواں یہ ہے قوی اس کو گرا لوں تو لکھوں

مستحق میں بن سکوں تیری دعائے خاص کا
اشکِ گریہ میں ذرا خود کو بہا لوں تو لکھوں

کیا مری اوقات ہے؟ کیا ہے مجھے خود کی خبر؟
جب کبھی یہ آئینہ خود کو دِکھا لوں تو لکھوں

ابن الواحد

اداریہ

Check Your Fuel

چند دن ہوئے خاکسار اپنے بیٹے عزیزم سعید الدین احمد واقف زندگی کے ساتھ یو کے کی ایک مشہور و معروف سڑک A3 پر سفر کر رہا تھا۔ اچانک میری نظر ایک سائن بورڈ پر پڑی جس پر لکھا تھا کہ

Check your fuel

میں نے بیٹے سے اس بورڈ کی وجہ تسمیہ دریافت کی تو پتہ چلا کہ آگے چند میٹر پر پٹرول پمپ (گیس اسٹیشن) آنے والا ہے۔ اپنی گاڑی کا فیول چیک کرنے کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے۔

میں نے بیٹے سے کہا کہ پٹرول پمپ کی Advertisement کا ایک اچھا، پیارا اور اچھوتا انداز ہے۔ بیٹا مجھے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ پاپا! آپ اس پر اداریہ بھی لکھ سکتے ہیں۔ رمضان قریب آ رہا ہے وہ بھی ایک قسم کا روحانی پٹرول پمپ ہے۔ جہاں سے ایک مومن اپنے لیے فیول کا انتظام کرتا ہے۔ لہٰذا ہم سب کو رمضان کے آنے سے قبل اپنی روحانیت، نیکی کا معیار، تقویٰ اور دیگر نیکیوں اور حسنات کے میٹر کے گیج کو چیک کرنا ہے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں اور ہمیں کس حد تک اپنے اندر مزید تقویٰ، اخلاص، اپنے دین سے محبت، پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت اور خلافت کے مقام کو سمجھنے اور اپنے اندر دلوں میں اس کو جگہ دینے کی ضرورت ہے۔ یہی وہ مضمون ہے جس کو خاکسار نے گزشتہ سال رمضان میں ایک سپر اسٹور پر جگہ جگہ لکھے اس فقرہ کو موضوع بنا کر بیان کیا تھا کہ When its gone,its gone یعنی ابھی یہ اشیاء خرید لو اگر یہ اشیاء چلی گئیں یعنی فروخت ہو گئیں تو پھر آپ کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ اس اداریہ کو اس لنک پر دیکھا جا سکتا ہے۔

https://www.alfazlonline.org/0237260/2021/06//

جس میں خاکسار نے بیان کیا ہے کہ یہ رمضان جب گزر گیا تو گزر جائے گا پھر آپ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن پر رمضان کے مبارک مہینہ کے متعلق آیات قرآنیہ نازل ہوئیں اور رمضان کے مقدس مہینہ کی اہمیت اور افادیت آپ پر عیاں تھی اور آپؐ روزے رکھ کر اپنے روحانی معیار کو بڑھاتے رہتے تھے۔ آپ کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ جب رمضان آتا تو

1۔ آپؐ کمر کس لیتے۔ بغرض پریکٹس ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔

2۔ آپؐ اپنے گھر میں اہل خانہ کے ساتھ، اپنی دیگر محافل میں روزہ کی اہمیت، افادیت اور روزہ کی برکات پر گفتگو فرماتے تا روزوں کے لیے عزم باندھے جا سکیں اور اپنا محاسبہ کیا جا سکے۔ آپؐ کی تقلید میں رمضان کی برکات و حسنات سے وافر حصہ لینے کے مضبوط ارادے کیے جا سکیں۔

رمضان کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو اپنے جائزے لینے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’رمضان کے اس خاص ماحول میں ہمیں یہ جائزے لینے چاہئیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں کو کس حد تک اپنی زندگیوں کا حصہ بنا رہے ہیں۔ اگر یہ نہیں تو ہمارے یہ زبانی دعوے ہوں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں کو قبول کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار حکم دیئے ہیں ہمیں ہمیشہ ان حکموں کو سامنے لاتے رہنا چاہئے تا کہ اصلاح نفس کی طرف ہماری توجہ رہے۔‘‘

(الفضل آن لائن 10؍ دسمبر 2022ء صفحہ 9)

پھر اس سلسلہ میں آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’ہمیں اس بات کو جاننے کی ضرورت ہے اور جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہم دیکھیں کہ ہم میں سے کتنے ہیں جنہیں یہ شوق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ رمضان میں ایک مہینہ نہیں یا ایک مرتبہ اعتکاف بیٹھ کر پھر سارا سال یا کئی سال اس کا اظہار کر کے نہیں بلکہ مستقل مزاجی سے اس شوق اور لگن کو اپنے اوپر لاگو کر کے، تا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب مستقل طور پر حاصل ہو، ہم میں سے کتنے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ پیار کا سلوک کرتے ہوئے دعاؤں کی قبولیت کے نشان دکھاتا ہے، اُن سے بولتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر یہ معیار حاصل کرنا یا حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔‘‘

(الفضل آن لائن 26؍ نومبر 2022ء صفحہ 9)

حضور انور فرماتے ہیں کہ:

’’حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو اس چیز کی قطعاً ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ فی الصوم حدیث نمبر 1903)

پھر ایک روایت ہے کہ روزہ ڈھال ہے جب تک کہ وہ اس ڈھال کو جھوٹ اور غیبت کے ذریعے نہیں پھاڑتا۔

(الجامع الصغیر للسیوطی حرف الصاد حدیث نمبر 5197 جزء اول و دوم صفحہ 320 دار الکتب العلمیہ بیروت ایڈیشن 2004ء)

کیونکہ روزہ تو ایک مومن رکھتا ہے۔ جب جھوٹ آ گیا تو ایمان تو ختم ہو گیا۔ خدا تعالیٰ کی خاطر روزہ رکھا جاتا ہے۔ جب جھوٹ آ گیا تو خدا تعالیٰ تو بیچ میں سے نکل گیا۔ تب تو شرک پیدا ہو گیا۔ اس لئے روزہ بھی ختم ہو گیا۔ یہ تو خاص روزے کے حالات کے لئے ہے۔ لیکن عام حالات میں بھی جیسا کہ مَیں نے پہلے بیان کیا جھوٹ کو شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ پس اس رمضان میں اس بات پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم اپنی بعض کمزوریوں کا جائزہ لے کر انہیں دور کرنے کی کوشش کریں تبھی ہم اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بن سکتے ہیں۔ ایمان میں مضبوطی کی طرف قدم بڑھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی باتوں پر لبیک کہنے والے بن سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اِنِّیۡ قَرِیۡبٌ کی آواز کو سن سکتے ہیں۔‘‘

(الفضل آن لائن 11؍ اکتوبر 2022ء اپنے جائزے لیں قسط 7)

پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’اس رمضان میں ہم یہ جائزہ لینا چاہئے کہ گزشتہ رمضان میں جو منزلیں حاصل ہوئی تھیں کیا ان پر ہم قائم ہیں۔ کہیں اس سے بھٹک تو نہیں گئے۔ اگر بھٹک گئے تو رمضان نے ہمیں کیا فائدہ دیا اور یہ رمضان بھی اور آئندہ آنے والے رمضان بھی ہمیں کیا فائدہ دے سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ اگر یہ فرض روزے رکھو گے تو تقویٰ پر چلنے والے ہو گے، نیکیاں اختیار کرنے والے ہو گے، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہو گے۔ لیکن یہ کیا ہے کہ ہمارے اندر تو ایسی کوئی تبدیلی نہیں آئی جس سے ہم کہہ سکیں کہ ہمارے اندر تقویٰ پیدا ہو گیا ہے۔ یہ بات تو سو فیصد درست ہے کہ خدا تعالیٰ کی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ بندہ جھوٹا ہو سکتا ہے اور ہے۔ پس یہ بات یقینی ہے کہ ہمارے اندر ہی کمزوریاں اور کمیاں ہیں یا تو پہلے رمضان جتنے بھی گزرے ان سے ہم نے فائدہ نہیں اٹھایا، یا وقتی فائدہ اٹھایا اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ اسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں سے چلے تھے۔ حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ تقویٰ کا جو معیار گزشتہ رمضان میں حاصل کیا تھا، یہ رمضان جو اَب آیا ہے، یہ ہمیں نیکیوں میں بڑھنے اور تقویٰ حاصل کرنے کے اگلے درجے دکھاتا۔

(اپنے جائزے لیں، الفضل آن لائن 27؍ اگست 2022ء)

الغرض ہم سب کو اپنے جائزے لیتے ہوئے اپنا محاسبہ و محاکمہ کرتے ہوئے رمضان میں داخل ہونا ہے تاہم ان شرائط کے تحت روزوں کے حقوق ادا کر سکیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مستحق ٹھہریں۔ اللہ تعالیٰ آنے والے رمضان کو ہم سب کے لیے، جماعت کے لیے، امت مسلمہ کے لیے رحمتوں، برکتوں کا موجب بنائے۔ آمین

(ابوسعید)

دعا کا تحفہ

جس بول سے صحت یابی کی دُعا

حضرت ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا۔ اُس نے بتایا کہ اُس کے والد کے مثانہ میں پتھری وغیرہ کے باعث پیشاب بند ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے یہ دَم اور دُعا سکھائی:

رَبُّنَا اللّٰہُ الَّذِیۡ فِی السَّمَآءِ تَقَدَّسَ اسۡمُکَ اَمۡرُکَ فِی السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ کَمَا رَحۡمَتُکَ فِی السَّمَآءِ فَاجۡعَلۡ رَحۡمَتَکَ فِی الۡاَرۡضِ وَاغۡفِرۡ لَنَا حُوۡبَنَا وَخَطَایَانَا اَنۡتَ رَبُّ الطَّیِّبِیۡنَ فَاَنۡزِلۡ شِفَآءً مِّنۡ شِفَآئِکَ وَرَحۡمَۃً مِّنۡ رَحۡمَتِکَ عَلٰی ھٰذَا الۡوَجَعِ

(ابوداؤد کتاب الطب)

ترجمہ:- ہمارا رب وہ اللہ ہے جو آسمان میں ہے۔ تیرا نام بہت پاک ہے، زمین و آسمان میں تیرا حکم چلتا ہے جس طرح آسمان میں تیری رحمت ہے۔ پس زمین میں بھی اپنی رحمت عطا کر، ہمارے گناہ اور خطائیں معاف کر۔ تو پاکبازوں کا رب ہے۔ پس اپنی شفائے خاص میں سے شفا نازل کر اور اس بیماری اور تکلیف پر اپنی رحمت خاص میں سے رحمت نصیب کر۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 147-148)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

انصر رضا۔ کینیڈا

قرآن کو عزت دیں

رمضان میں تلاوتِ قرآن کے حوالہ سے اہم تحریر

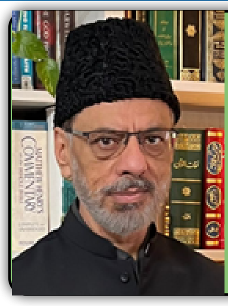

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جماعت کو قرآن مجید کے متعلق نصیحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

’’تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسانی کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس عبارت اور قرآن مجید کے متعلق حضورؑ کی دیگر تحریرات کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے احکامات، اوامر و نواہی کی پابندی کی جائے اور اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کی جائے، اسے روزانہ پڑھا جائے، سمجھا جائے، اس پر عمل کیا جائے اور اسے دنیا بھر میں پھیلایا جائے نہ کہ اسے خوبصورت کپڑوں میں لپیٹ کر اونچی جگہوں پر رکھا جائے اور وقتاً فوقتاً اس پر پڑی گرد کو جھاڑا جائے۔

اس مضمون میں ہم قرآن کریم سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ قرآن کو عزت دینے کا کیا مطلب ہے۔ بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو قرآن مجید کے بارے میں کیا احکامات و نصائح فرماتا ہے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ قرأت محض پڑھنے کو کہتے ہیں جبکہ تلاوت کا مطلب نہ صرف پڑھنا بلکہ پیروی کی غرض سے پڑھنا ہے۔ لفظ تلاوت کا مادہ ’’ت ل و‘‘ ہے جس کا مطلب ہے پیچھے پیچھے آنا، پیروی کرنا وغیرہ۔ مثال کے طور پر ہم اخبار رسائل وغیرہ پڑھتے ہیں تو یہ قرأت ہے۔ لیکن جب ہم کوئی مشین کمپیوٹر وغیرہ خریدتے ہیں تو اسے جوڑنے یا چلانے کے لئے اس کے ساتھ جو ہدایات پر مشتمل کتابچہ ہوتا ہے اسے بھی پڑھتے ہیں تا کہ اس کی پیروی کرکے اس چیز کو جوڑا یا چلایا جائے۔ یہ تلاوت ہے۔

مندرجہ ذیل آیت میں قرأت کا لفظ ہے اور حکم ہے کہ جب بھی قرآن مجید کی قرأت کی جائے اس سے پہلے اعوذ باللّٰہ پڑھنا چاہئے۔

فَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ﴿۹۹﴾

(النحل: 99)

ترجمہ: پس جب تو قرآن پڑھے تو دھتکارے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ۔

قرآن مجید میں مسلمانوں کو تلاوت قرآن کا حکم دیا گیا ہے اور ان کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ قرآن کی تلاوت یعنی پیروی ایسے کرتے ہیں جیسا کہ اس کی پیروی کا حق ہے۔ ظاہر ہے کہ پیروی پڑھے بغیر نہیں ہوسکتی۔ اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کا مطلب ہوگا پیروی کرنے کے لئے پڑھنا۔

اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ یَتۡلُوۡنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ ؕ اُولٰٓئِکَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ ؕ وَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾

(البقرۃ: 122)

ترجمہ: وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی درآنحالیکہ وہ اس کی ویسی ہی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو (درحقیقت) اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو کوئی بھی اس کا انکار کرے پس وہی ہیں جو گھاٹا پانے والے ہیں۔

وَاُمِرۡتُ اَنۡ اَکُوۡنَ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۹۲﴾ وَاَنۡ اَتۡلُوَا الۡقُرۡاٰنَ

(النمل: 92-93)

ترجمہ: اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہو جاؤں اور یہ کہ میں قرآن کی تلاوت کروں۔

قرآن مجید کسی بھی وقت پڑھا جاسکتا ہے لیکن فجر کا وقت اس کے لئے بہترین قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس طرح ہمارے دن کی ابتداء تلاوت قرآن مجید سے ہوتی ہے۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ کَانَ مَشۡہُوۡدًا ﴿۷۹﴾

(بنی اسرائیل: 79)

ترجمہ: سورج کے ڈھلنے سے شروع ہوکر رات کے چھا جانے تک نماز کو قائم کر اور فجر کی تلاوت کو اہمیت دے۔ یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اُس کی گواہی دی جاتی ہے۔

قرآن مجید انسانوں کے لئے سختی نہیں چاہتا۔ اس لئے کہا گیا کہ جتنا آسانی سے پڑھ سکیں پڑھیں۔

فَاقۡرَءُوۡا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ

(المزمل: 21)

ترجمہ: پس قرآن میں سے جتنا میسّر ہو پڑھ لیا کرو۔

یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ قرآن کو خوب نکھار کر پڑھیں تا کہ انسان سمجھ سکے کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے اور اس پڑھنے میں ایک حُسن بھی پیدا ہو، سننے والوں کو بھی بھائے۔

وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِیۡلًا ؕ﴿۵﴾

(المزمل: 5)

ترجمہ: اور قرآن کو خوب نکھار کر پڑھا کر۔

پھر کہا گیا کہ جب ہمارے اردگرد قرآن مجید پڑھا جارہا ہو تو اسے خاموشی سے سنا چاہئے۔ قرأت کے دوران باتیں نہیں کرنی چاہئیں، اس پر غور کرنا چاہئے۔

وَاِذَا قُرِیَٔ الۡقُرۡاٰنُ فَاسۡتَمِعُوۡا لَہٗ وَاَنۡصِتُوۡا لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۲۰۵﴾

(الاعراف: 205)

ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

قرآن مجید پڑھے جانے کے وقت شور مچانا جس سے لوگوں کی توجہ قرآن کی طرف نہ ہو کفار کا شیوہ بتایا گیا ہے۔

وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَا تَسۡمَعُوۡا لِہٰذَا الۡقُرۡاٰنِ وَالۡغَوۡا فِیۡہِ لَعَلَّکُمۡ تَغۡلِبُوۡنَ ﴿۲۷﴾

(حٰم سجدہ: 27)

ترجمہ: اور اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا، کہا کہ اس قرآن

پر کان نہ دھرو اور اُس کی تلاوت کے دوران شور کیا کرو تا کہ تم غالب آ جاؤ۔

مؤمنین کو اتباع قرآن کی نصیحت کی گئی ہے۔

وَہٰذَا کِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰہُ مُبٰرَکٌ فَاتَّبِعُوۡہُ وَاتَّقُوۡا لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۱۵۶﴾

(الانعام: 156)

ترجمہ: اور یہ بہت مبارک کتاب ہے جسے ہم نے اتارا ہے۔ پس اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم رحم کیے جاؤ۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید پر تدبّر کی دعوت دیتا ہے۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ وَلَوۡ کَانَ مِنۡ عِنۡدِ غَیۡرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوۡا فِیۡہِ اخۡتِلَافًا کَثِیۡرًا ﴿۸۳﴾

(النساء: 83)

ترجمہ: پس کیا وہ قرآن پر تدبّر نہیں کرتے؟ حالانکہ اگر وہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ اَمۡ عَلٰی قُلُوۡبٍ اَقۡفَالُہَا ﴿۲۵﴾

(محمد: 25)

ترجمہ: پس کیا وہ قرآن پر تدبر نہیں کرتے یا دلوں پر اُن کے تالے پڑے ہوئے ہیں؟

مؤمنین کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ قرآن کو مضبوطی سے تھامتے ہیں یعنی اپنی زندگی کے ہر پہلو کو اس کے اوامر و نواہی کے مطابق ڈھالتے اور اس کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔

وَالَّذِیۡنَ یُمَسِّکُوۡنَ بِالۡکِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّا لَا نُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُصۡلِحِیۡنَ ﴿۱۷۱﴾

(الاعراف: 171)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لیتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں، ہم یقیناً اصلاح کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قرآن مجید کے معارف جاننے کے لئے انسان کا پاک نفس ہونا بہت ضروری ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ہمیں قرآن مجید کے اوامر و نواہی کے ساتھ ساتھ اس کے معارف کو جاننے کی بھی کوشش کرتے رہنا چاہئے اور اس کے لئے اپنے نفس کو مطہر بناتے رہنا چاہئے تا کہ اس کے خزائن سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرسکیں

لَّا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ ﴿۸۰﴾

(الواقعۃ: 80)

ترجمہ: کوئی اسے چھو نہیں سکتا سوائے پاک کئے ہوئے لوگوں کے۔

اللہ تعالیٰ مؤمنین کو قرآن مجید کے ذریعہ جہاد کبیر، تذکیر اور انذار کی نصیحت فرماتا ہے۔

فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۳﴾

(الفرقان:53)

ترجمہ: پس کافروں کی پیروی نہ کر اور اس (قرآن) کے ذریعہ اُن سے ایک بڑا جہاد کر۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۫ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿۴۶﴾

(ق:46)

ترجمہ: ہم اُسے سب سے زیادہ جانتے ہیں جو وہ کہتے ہیں اور تُو ان پر زبردستی اصلاح کرنے والا نگران نہیں ہے۔ پس قرآن کے ذریعہ اُسے نصیحت کرتا چلا جا جو میری تنبیہ سے ڈرتا ہے۔

قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۫ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۲۰﴾

(الانعام:20)

ترجمہ: تو پوچھ کہ کونسی بات بطور شہادت سب سے بڑی ہوسکتی ہے۔ کہہ دے کہ اللہ ہی تمہارے اور میرے درمیان گواہ ہے اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تا کہ میں اس کے ذریعہ سے تمہیں ڈراؤں اور ہر اُس شخص کو بھی جس تک یہ پہنچے۔ کیا تم قطعی طور پر گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے علاوہ بھی کوئی دوسرے معبود ہیں؟ تُو کہہ دے کہ میں (یہ) گواہی نہیں دیتا۔ کہہ دے کہ یقیناً وہی ایک ہی معبود ہے اور میں یقیناً اُس سے بَری ہوں جو تم شرک کرتے ہو۔

كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾

(الاعراف:3)

ترجمہ: (یہ) ایک عظیم کتاب ہے جو تیری طرف اتاری گئی ہے۔ پس تیرے سینے میں اس سے کوئی تنگی محسوس نہ ہو کہ تُو اس کے ذریعہ انذار کرے اور مومنوں کے لئے یہ ایک بڑی نصیحت ہے۔

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۸﴾

(مریم:98)

ترجمہ: پس یقیناً ہم نے اِسے تیری زبان پر رواں کر دیا ہے تا کہ تو متقیوں کو اس کے ذریعہ خوشخبری دے اور جھگڑالو قوم کو اس کے ذریعہ ڈرائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رسول کی صداقت کا گواہ اللہ تعالیٰ ہے اور وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۴﴾

(الرعد:44)

ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا کہتے ہیں کہ تُو مرسَل نہیں ہے۔ تُو کہہ دے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ بطور گواہ کافی ہے اور وہ بھی (گواہ ہے) جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔

ہم میں سے جس کو بھی دعوت الی اللہ اور تبلیغ اسلام واحمدیت کا شوق ہو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے گواہ اسی وقت بن سکتے ہیں جب ہمیں قرآن مجید کا علم ہو یعنی اس کے حقائق و معارف پر آگاہی ہو۔ سورہ ہود کی آیت نمبر 18 وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ (اور اس کے پیچھے اس کا ایک گواہ آنے والا ہے) کے مطابق اس دور میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے سب سے بڑے گواہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جنہوں نے اسلام کی صداقت کا ہر دعویٰ اور ہر دلیل قرآن مجید سے ہی دی۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

''یہ امر بھی ہر یک صاحب پر روشن رہے کہ ہم نے اس کتاب میں جس قدر دلائل حقیت قرآن مجید اور براہین صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم لکھی ہیں یا جو جو فضائل و محاسن قرآن شریف کے اور آیات بینات منجانب اللہ ہونے اس کتاب کے کتاب ہذا میں درج کئے ہیں یا جس طور کا اس کی نسبت کوئی دعویٰ کیا ہے وہ سب دلائل وغیرہ اسی مقدس کتاب سے ماخوذ اور مستنبط ہیں یعنی دعویٰ بھی وہی لکھا ہے جو کتاب ممدوح نے کیا ہے اور دلیل بھی وہی لکھی ہے جو اُسی پاک کتاب نے اُس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ نہ ہم نے فقط اپنے ہی قیاس سے کوئی دلیل لکھی ہے اور نہ کوئی دعویٰ کیا ہے۔ چنانچہ جابجا وہ سب آیات کہ جن سے ہماری دلائل اور دعاوی ماخوذ ہیں۔ درج کرتے گئے ہیں۔ پس جو صاحب بمقابلہ ہماری دلائل کے کچھ اپنی کتاب کے متعلق لکھنا چاہیں۔ یا کوئی دعویٰ کریں تو ان پر بھی لازم ہے جو بپابندی اسی طریق معہود ہمارے کے کاربند ہوں۔ یعنی وہی دعویٰ اور وہی دلیل نفس کتاب اور اصولِ کتاب کے اثبات کی نسبت پیش کریں جو ان کی کتاب میں مندرج ہو۔''

(براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 88)

''یہ بات یاد رہے کہ اس مقابلہ اور موازنہ میں کسی فریق کا ہرگز یہ اختیار نہیں ہوگا کہ اپنی کتاب سے باہر جاوے یا اپنی طرف سے کوئی بات منہ پر لاوے بلکہ لازم اور ضروری ہوگا کہ جو دعویٰ کریں وہ دعویٰ اس الہامی کتاب کے حوالہ سے کیا جاوے جو الہامی قرار دی گئی ہے اور جو دلیل پیش کریں وہ دلیل بھی اسی کتاب کے حوالہ سے ہو کیونکہ یہ بات بالکل سچّی اور کامل کتاب کی شان سے بعید ہے کہ اس کی وکالت اپنے تمام ساختہ پرداختہ سے کوئی دوسرا شخص کرے اور وہ کتاب بکلی خاموش اور ساکت ہو۔''

(جنگِ مقدس، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 85)

چنانچہ آپؑ کی اتباع میں تمام مبلّغین اور داعیان الی اللہ کو قرآن مجید کا علم حاصل کرنا چاہئے تا کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے حقیقی گواہ بن سکیں تا کہ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (آل عمران) (پس ہمیں (حق کی) گواہی دینے والوں میں لکھ دے) ہمارا شمار بھی گواہوں میں ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور قرآن کو عزت دینے والا بنائے۔ آمین

ایڈیٹر کے نام خطوط

مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر۔ سویڈن سے لکھتے ہیں:

آج کا ایڈیٹوریل ''الفضل بطور ٹانک'' بہت پسند آیا بالخصوص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم ''ہجوم مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا طریق'' میں نے بھی اس نسخہ کو زندگی میں کئی بار آزمایا ہے بہت مجرب نسخہ ہے۔ الفضل کی تو یہ شان ہے جو میں بچپن سے مشاہدہ کر رہا ہوں۔ جب بھی کوئی الجھن پیدا ہوئی اگلے دن کے الفضل میں اس کا حل ملتا رہا اور اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہوتا رہا پس الفضل اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔

مکرم تنویر احمد ناصر۔ قادیان سے لکھتے ہیں:

رمضان المبارک اور فقہی مسائل پر مشتمل پی ڈی ایف موصول ہوئی۔ ماشاءاللہ جزاکم اللہ۔ یہ بہت مبارک سلسلہ آپ نے شروع کیا ہے۔ خواہ کسی بھی موضوع پر مواد کی ضرورت ہو، الفضل سے مل جاتا ہے۔ اور اب اللہ کے فضل سے پی ڈی ایف کی شکل میں یکجائی صورت میں مضامین مل جاتے ہیں۔ خاکسار اس کے لئے ادارہ الفضل کا بے حد ممنون و مشکور ہے۔ اللہ کرے کہ الفضل کا یہ کارواں بڑھتا جائے۔ آمین

مکرمہ فوزیہ گل۔ انڈیا سے لکھتی ہیں:

ہر مضمون کا اپنا مخصوص انداز ہوتا ہے جو کہ کتابی شکل میں اور نمایاں ہو جاتا ہے۔ بہت ہی عمدہ طریقہ ہے۔ مضامین کو یکجا کرنے کا۔ الفضل آن لائن کا یہ مخصوص انداز اس اخبار کو سب سے جدا کرتا ہے۔ ہمیں بھی کسی مضمون کو روزانہ نظر سے نہ گزار پانے کا کوئی نقصان نہیں ہو رہا کیونکہ کتابی شکل میں ان سبھی مضامین کو اپنے پاس رکھنا بہت آسان ہے اور بوقت ضرورت فوری طور پر ان سے فائدہ بھی اٹھا لیتے ہیں۔ آپ سب کی بے لوث کاوشوں کے لیے ڈھیر ساری دعاؤں کا تحفہ آپ سب کی خدمت میں پیش ہے۔ جب جب یہ مضامین میرے کام آتے ہیں یا کسی کو ضرورت پڑنے پر ان کو مہیا کرواتے ہیں تب تب آپ سب کے لئے دعا نکلتی ہے۔

بقیہ: سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ...... از صفحہ 14

تک بچا جا سکتا ہے۔ براؤزر (گوگل وغیرہ) کو کھولیں اوپر دائیں کونے پر موجود تین عمودی نقطوں (dots) پر کلک کریں، سیٹنگ پر کلک کریں، پھر جنرل کے آپشن پر کلک کریں گے تو کافی سارے آپشن آجائیں گے، انہیں میں سے ایک آپشن Safe Search سرچ پر کلک کر کے اسے enable کر دیں۔ ایسا کرنے سے نامناسب مواد خواہ وہ وڈیو، تصاویر یا ویب سائٹس کی صورت میں ہو اسکرین پر دکھائی نہیں دیں گی۔ (ہر براؤزر کی سیٹنگ اور اس میں موجود ان آپشنز کے نام الگ ہو سکتے ہیں)

بچوں کا اپنی عمر سے بڑے دوستوں، عزیز و اقارب سے موبائل فون پر رابطہ میں ہونا بالکل غیرضروری ہے اس حوالے بھی بچے کا جائزہ لیں اور اس بات کو ممکن بنائیں کہ وہ اپنے سے بڑی عمر کے افراد کے ساتھ سوشل میڈیا (میسجنگ ایپ) پر ہرگز رابطے میں نہ ہو۔

بلوغت میں قدم رکھ رہے بچوں کے والدین کو اس بات کا ادراک ہوجانا چاہئے کہ اب ان کا وہ خطوط والا زمانہ نہیں رہا۔ بچوں کے بہتر مستقبل اور ان کی تربیت میں اس پہلو کو مد نظر رکھ کر مرور زمانہ انہیں جدید ایجادات اور ان کے استعمال سے واقف ہونا از بس ضروری ہوگیا ہے۔

علامہ ایچ۔ ایم۔ طارق

احادیث قدسیہ

حدیث قدسی سے کیا مراد ہے؟

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ احادیث اصطلاحی لحاظ سے دو حصوں میں تقسیم ہیں۔ ایک حدیث نبویؐ اور دوسری حدیث قدسی یا حدیث الٰہی۔

حدیث قدسی سے مراد ایسی حدیث ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے بیان کریں اور حدیث نبویؐ جو حضورؐ نے خود بیان فرمائیں۔

(کشاف الاصطلاحات والفنون از شیخ محمد علی فاروقی جزء 1 صفحہ 629 بحوالہ الفتح المبین فی شرح الحدیث الرابع والعشرین)

علامہ طیبی کے مطابق حدیث قدسی وہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ الہام یا رؤیا اللہ تعالیٰ سے علم پاکر اپنے الفاظ میں بیان کی۔

(الفوائد والفرائد لحفید التفتازانی۔قلمی نسخہ)

علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ قرآن جبرائیلؑ کے واسطے سے نازل شدہ کلام اور معجزہ ہے جبکہ حدیث قدسی جبرائیلؑ کے واسطہ کے بغیر بھی ہوسکتی ہے جسے معجزہ قرار نہیں دیا گیا۔اسے حدیث الٰہی اور حدیث ربانی بھی کہتے ہیں۔

(البخاری بشرح الکرمانی کتاب الصوم الجزء التاسع صفحہ 79،دار احیاء التراث العربی۔بیروت، 1981ء)

سید شریف جرجانی حدیث قدسی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”حدیث قدسی وہ ہے جو معنی کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہو اور لفظ کے اعتبار سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے،اس نص کی خبر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو الہام کے ذریعہ یا خواب میں دی پھر آپؐ نے اسے اپنے الفاظ میں تعبیر کیا۔حدیث قدسی پر قرآن کو بہرحال فضیلت ہے کیونکہ قرآن کے الفاظ بھی اللہ کی جانب سے نازل کردہ ہیں۔“

(التعریفات صفحہ 45، الدار التونسیۃ للنشر تونس۔1971ء)

حدیث قدسی کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور جلال و جمال سے ہوتا ہے۔علامہ طیبی نے بھی ان معنی کی تائید کی ہے۔

علامہ طیبی نے مزید کہا کہ احادیث قدسیہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف معراج کی رات وحی فرمائیں۔جو اسرار الوحی سے بھی موسوم ہیں۔

(حاشیۃ جلبی علی التلویح للتفتازانی۔قلمی نسخہ)

حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

”حدیث قدسی وہ ہے جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے روایت کریں۔(یہ روایت) کبھی جبرائیلؑ کے واسطہ سے ہوتی ہے، کبھی وحی،الہام یا خواب کے واسطے سے،اس کے نص کی تعبیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہوتی ہے کہ جن الفاظ میں چاہیں اس کو بیان کریں۔“

(الاحادیث القدسیۃ الاربعینیۃ صفحہ 2،المطبعۃ العلمیۃ، حلب 1927ء)

علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ:

”وحی قرآنی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے رب سے مروی احادیث قدسی میں بہرحال فرق ہے اور ان کی تعداد ایک سو سے زائد ہے۔“

(الفتح المبین شرح الاربعین جزء1صفحہ 432دار المنہاج جدہ 2008ء)

بعض علماء نے تکرار کے ساتھ چارسوتک احادیث قدسی بیان کی ہیں۔جبکہ بعض دوسرے علماء نے تکرار کے علاوہ ضعیف اور موضوع احادیث قدسی شامل کرکے اس سے دگنی تعداد بھی شمار کی ہے۔

اس جگہ قریباً یکصد سے زائد احادیث قدسی کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔جس میں بغرض اختصار تکرار والی ایسی احادیث شامل نہیں جن کومعمولی الفاظ کے فرق سے کسی اور راوی یا محدّث نے بیان کیا ہو۔وضاحت کی خاطر اس فرق کا ذکر کردیا گیا ہے۔

ذکرِ الٰہی کا بیان

حدیث نمبر1: ذکر کی فضیلت

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”اللہ تعالیٰ کے فرشتے مختلف راستوں میں گھومتے پھرتے اہل ذکر کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔پھر جب وہ کچھ لوگوں کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے پالیتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہوئے کہتے ہیں،اپنے مقصد کی طرف آجاؤ۔

(راوی نے) کہا: پھر وہ ان لوگوں کو اپنے پروں کے ساتھ ورلے آسمان تک گھیر لیتے ہیں۔(راوی نے) کہا:پھر ان (فرشتوں سے) ان کا رب سوال کرتا ہے،حالانکہ وہ ان کو خوب جانتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے ہیں؟(راوی نے) کہا:وہ(فرشتے) جواب دیتے ہیں:وہ تیری تسبیح کرتے اور تیری بڑائی بیان کرتے ہیں اور تیری حمد اور تیری عظمت بیان کرتے ہیں۔اس پر وہ(اللہ تعالیٰ)فرماتا ہے: کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟(راوی نے) کہا: وہ(فرشتے) کہتے ہیں:نہیں،خدا کی قسم! انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔(راوی نے) کہا: پھر وہ(اللہ) فرماتا ہے:تو اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو کیسا ہو؟(راوی نے) کہا:وہ(فرشتے) کہتے ہیں:اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو وہ اس سے زیادہ تیری عبادت کرتے اور اس سے بڑھ کر تیری عظمت اور تعریف بیان کرتے اور اس سے بھی زیادہ تیری تسبیح کرتے۔

(راوی نے) کہا پھر وہ(اللہ) فرماتا ہے:تو وہ(میرے بندے) مجھ سے کیا سوال کرتے ہیں؟ (راوی نے) کہا:وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔پھر (راوی نے) کہا : وہ(اللہ)فرماتا ہے اور کیا انہوں نے اس (جنت) کو دیکھا ہے؟(راوی نے) کہا:وہ کہتے ہیں نہیں۔اللہ کی قسم،اے ہمارے رب ! انہوں نے اس (جنت) کو نہیں دیکھا۔وہ(اللہ) فرماتا ہے:اگر یہ اس (جنت) کو دیکھ لیں تو پھر ان کا کیا حال ہو؟راوی نے کہا: وہ(فرشتے) کہتے ہیں:اگر وہ اس جنت کو دیکھ لیتے تو وہ اس سے بھی زیادہ اس کی خواہش کرتے۔اور اس سے کہیں بڑھ کر اسے طلب کرتے اور اس سے کہیں زیادہ اس (جنت) کی رغبت کرتے۔

وہ(اللہ) فرماتا ہے:اور وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟راوی نے کہا:وہ(فرشتے)کہتے ہیں:وہ آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔(راوی نے) کہا:اللہ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے اس (آگ) کو دیکھا ہے؟(راوی) نے کہا کہ وہ کہتے ہیں نہیں،خدا کی قسم!اے(ہمارے) رب!انہوں نے اس کو نہیں دیکھا۔

(راوی نے) کہا:وہ(اللہ) فرماتا ہے:اگر وہ اس جہنم کو دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟(راوی نے) کہاوہ کہتے ہیں کہ اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو اس سے بھی زیادہ شدت سے اس سے (دور) بھاگتے اور اس سے کہیں زیادہ اس (جہنم) سے ڈرتے۔

(راوی نے) کہا:پھر اللہ فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ ٹھہراتا ہوں کہ میں نے ان (سب ذکر کرنے والوں) کو بخش دیا۔(راوی نے) کہا فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے:ان میں ایک شخص ایسا ہے جو ان(ذکر کرنے والوں) میں سے نہیں ہے۔وہ محض اپنے کام کے لیے آیا تھا۔اللہ فرماتا ہے:یہ سب ہم نشین ہی تو ہیں۔ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں ہوتا۔“

(صحیح البخاری کتاب الدعوات بَابُ فَضْلِ ذِکْرِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ)

یہی روایت صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے بیان ہوئی ہے جس کے آخر میں یہ اضافہ بھی ہے کہ اے ہمارے رب!ان میں ایک ایسا گناہگار شخص بھی ہے جو وہاں سے گزر رہا تھا اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔راوی نے کہا:اللہ فرماتا ہے:میں نے اسے بھی بخش دیا۔یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا ہم نشین بھی بدبخت نہیں ہوتا۔

(صحیح مسلم کتاب الذِّکْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَۃِ وَالْاِسْتِغْفَارِ بَابُ فَضْلِ مَجَالِسِ الذِّکْرِ)

ترمذی میں یہ روایت حضرت ابوہریرہؓ کے علاوہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے بھی مروی ہے۔جس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ ان میں فلاں گناہگار بھی ہے جس کا ارادہ ان کے ساتھ بیٹھنے کا نہیں تھا وہ تو اپنے کام کے لیے آیا تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:یہ (ذکر الٰہی کرنے والے) ایسے لوگ ہیں کہ ان کا ہم نشین بھی بدبخت یا محروم نہیں ہوتا۔

(ترمذی ابواب الدعوات بَابُ مَا جَاءَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً سَیَّاحِینَ فِی الْاَرْضِ)

حدیث نمبر 2 : جب بندہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، یعنی کوئی معبود نہیں کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا

حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں گواہی دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ کہتا ہے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ یعنی کوئی معبود نہیں مگر اللہ اور اللہ (ہی) سب سے بڑا ہے۔تو اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے:میرے بندے نے سچ کہا۔لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا اَکْبَرُ یعنی کوئی معبود نہیں مگر میں۔اور میں (اللہ ہی) سب سے بڑا ہوں۔اور جب بندہ کہتا ہے : لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے۔اللہ فرماتا ہے:میرے بندے نے سچ کہا۔کوئی عبادت کے لائق نہیں مگر صرف میں ایک۔اور جب وہ کہتا ہے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وحدہ لا شَرِیکَ لَہٗ کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں،وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔وہ(اللہ) فرماتا ہے:میرے بندے نے سچ کہا: کوئی عبادت کے لائق نہیں مگر میں اور کوئی میرا شریک نہیں۔اور جب وہ کہتا ہے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں،حکومت یا بادشاہت اسی کی ہے۔اسی کے لیے تمام تعریف ہے۔وہ(اللہ) فرماتا ہے:میرا بندہ سچ کہتا ہے: کوئی عبادت کے لائق نہیں مگر میں۔بادشاہت میری ہے اور تمام تعریف میرے لیے ہے اور جب وہ کہتا ہے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور کوئی طاقت اور قوت حاصل نہیں مگر اللہ کو۔تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا: کوئی عبادت کے لائق نہیں مگر میں اور نہ کوئی طاقت اور قوت سوائے میرے کسی کو حاصل ہے۔

(آخر میں راوی نے) کہا جس کو موت کے وقت یہ کلمات (کہنے) نصیب ہوئے اسے آگ نہیں چھوئے گی۔

حدیث نمبر 3: حمد کرنے والوں کی فضیلت

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے نے یہ کہا: یَارَبِّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا یَنْبَغِی لِجَلَالِ وَجْھِکَ وَلِعَظِیمِ سُلْطَانِکَ یعنی اے میرے رب! سب تعریف تیرے لیے ہے۔جیسا کہ تیرے چہرے کا جلال اور تیری بادشاہی کی بڑائی ہونی چاہیے۔یہ الفاظ دو فرشتوں کو مشکل معلوم ہوئے اور ان دونوں کو سمجھ نہ آئی کہ یہ کلمات کیسے لکھیں۔وہ دونوں آسمان کی طرف بلند ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اے ہمارے رب! تیرے ایک بندے نے یہ بات کہی۔ہم نہیں جانتے کہ اسے کیسے لکھیں؟اللہ عزّوجلّ نے جو اپنے بندے کے قول کو زیادہ جانتا تھا،فرمایا:میرے بندے نے کیا کہا۔ان دونوں نے کہا:اے رب!اس نے کہا: یَارَبِّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا یَنْبَغِی لِجَلَالِ وَجْھِکَ وَعَظِیمِ سُلْطَانِکَ۔اللہ عزّوجلّ نے ان دونوں کو فرمایا کہ ان کلمات کو ایسے ہی لکھ لو جیسے میرے بندے نے کہایہاں تک کہ جب اس کی مجھ سے ملاقات ہو،میں اسے اس کی جزاء دوں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب فضل الحامدین)

سنن ابن ماجہ کے علاوہ یہ معجم الاوسط للطبرانی،شعب الایمان للبیہقی اور کنز الاعمال میں ہے۔

حدیث نمبر 4: رسول اللہؐ کا کثرت سے تسبیح و تحمید اور توبہ و استغفار کرنا

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ یہ کلمات دہراتے تھے: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَأَتُوبُ إِلَیْہِ یعنی اللہ اپنی تعریف کے ساتھ پاک ہے میں اللہ سے بخشش طلب کرتا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔اس پر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ یہ کلمات بہت زیادہ پڑھتے ہیں: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَأَتُوبُ إِلَیْہِ یعنی اللہ اپنی تعریف کے ساتھ پاک ہے میں اللہ سے بخشش طلب کرتا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔آپؐ نے فرمایا: میرے رب عزّوجلّ نے مجھے خبر دی تھی کہ میں اپنی امت میں نشان دیکھوں گا۔پس جب میں کوئی نشان دیکھتا ہوں تو کثرت سے یہ ذکر کرتا ہوں: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَأَتُوبُ إِلَیْہِ یعنی اللہ اپنی تعریف کے ساتھ پاک ہے میں اللہ سے بخشش طلب کرتا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔اور میں نے وہ نشان دیکھ لیا ہے: اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ ۙ﴿۲﴾ وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ۙ﴿۳﴾ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَاسۡتَغۡفِرۡہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ﴿۴﴾

(النصر: 2-4)

یعنی جب اللہ کی مدد اور فتح آئے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں۔پس اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ (اس کی) تسبیح کر اور اُس سے مغفرت مانگ۔یقیناً وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب مَا یُقَالُ فِی الرُّکُوعِ وَالسُّجُودِ)

مسلم کی دوسری روایت میں یہ زائد الفاظ بھی ہیں: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی۔ یَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ

یعنی سورۃ النصر میں تسبیح و حمد اور استغفار کے حکم کی تعمیل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی پڑھتے تھے۔یعنی اے اللہ! مجھے بخش دے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب مَا یُقَالُ فِی الرُّکُوعِ وَالسُّجُودِ)

حدیث نمبر 5: اس شخص کے بارہ میں جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی دیتے ہوئے فوت ہو

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنھما یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے روز میری امت میں سے ایک شخص کو تمام مخلوق کے سامنے الگ کرے گا اور اس کے لیے ننانوے رجسٹر پھیلا دے گا۔ایک رجسٹر تاحدنظر ہوگا۔پھر اللہ فرمائے گا: کیا ان میں سے تو کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ کیا میرے لکھنے اور محفوظ کرنے والوں نے تجھ سے کوئی کوتاہی کی؟ تو وہ کہے گا کہ نہیں،اے میرے رب!اس پر اللہ فرمائے گا کہ کیا تیرا کوئی عذر ہے؟ تو وہ کہے گا: نہیں،اے میرے رب! پھر اللہ فرمائے گا: کیوں نہیں،یقیناً تیرے لیے نیک (اجر) ہے اور آج کے دن تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔پھر ایک صفحہ نکالا جائے گا جس میں (لکھا) ہوگا: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔

پھر اللہ فرمائے گا کہ اب اپنا (باقی) وزن پیش کرو۔وہ بندہ کہے گا کہ اے میرے رب! یہ ایک صفحہ ان رجسٹروں کے مقابل پر کیا ہوگا؟اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یقیناً تیرے ساتھ ظلم نہیں کیا جائے گا۔(راوی نے) کہا: پھر تمام رجسٹر ایک پلڑے میں اور (کلمہ شہادت والا) صفحہ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا تو سب رجسٹر ہلکے ہو جائیں گے اور وہ ایک صفحہ بھاری ہوگا اور اللہ کے نام کے مقابل پر کوئی اور چیز بھاری نہیں ہوگی۔

(ترمذی ابواب الایمان بَابُ مَا جَاءَ فِیمَنْ یَمُوتُ وَھُوَ یَشْھَدُ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ)

یہی روایت ابن ماجہ میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنھما سے مروی ہے۔البتہ اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: اللہ تعالیٰ بندے سے پوچھے گا کہ کیا ان (گناہوں) کے علاوہ تمہاری کوئی نیکی بھی ہے؟ جس پر وہ شخص ڈر جائے گا اور کہے گا: نہیں۔تب اللہ فرمائے گا کہ کیوں نہیں،تیری بہت نیکیاں ہیں۔یقیناً آج کے دن تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب مَا یُرْجٰی مِنْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ)

حدیث نمبر 6: میں تمہیں گواہ ٹھہراتا ہوں کہ میں نے اپنے بندے کے رجسٹر کے دونوں اطراف کے درمیان جو کچھ تھا اسے بخش دیا

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بھی دو لکھنے والے محافظ (فرشتے) جنہوں نے رات یا دن کے وقت حفاظت کی ہوتی ہے،اللہ کی طرف بلند نہیں ہوتے مگر اللہ تعالیٰ ان کے صحیفے کے شروع میں اور اس کے آخر کے سوا کوئی نیکی نہیں پاتا۔پھر اللہ فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ ٹھہراتا ہوں کہ میں نے اپنے بندے کے رجسٹر کے دونوں اطراف کے درمیان جو کچھ تھا۔وہ اسے بخش دیا۔

(ترمذی أَبْوَابُ الْجَنَائِزِ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)

حدیث نمبر 7: ذکر الٰہی اور خدا سے خوف

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص نے ایک دن بھی مجھے یاد کیا تھا یا میرے مقام سے وہ ڈرا تھا اسے آگ سے باہر نکال دو۔

(ترمذی ابواب صفۃ جہنم بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ لِلنَّارِ نَفَسَیْنِ، وَمَا ذُکِرَ مَنْ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مِنْ أَھْلِ التَّوْحِیدِ)

حدیث نمبر 8: عبادت الٰہی میں مشغول ہونا اور توکل علی اللہ

حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا،میں تیرا سینہ غنا سے بھر دوں گا اور تیری غربت دور کروں گا اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے دونوں ہاتھ کام میں مصروف رکھوں گا اور تیرا فقر دور نہیں کروں گا۔

(ترمذی أَبْوَابُ صِفَۃِ الْقِیَامَۃِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)

حدیث نمبر 9: میرے اس بندے کو دیکھو کہ اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے یہ مجھ سے ڈرتا ہے

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تیرا رب ایک بکریوں کے چرواہے سے تعجب کرتا ہے۔جو کسی پہاڑ کی چوٹی کے کنارے پر نماز کے لیے اذان کہتا اور نماز پڑھتا ہے۔تو اللہ عزّوجلّ فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کو دیکھو کہ اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے یہ مجھ سے ڈرتا ہے۔یقیناً میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور میں نے اسے جنت میں داخل کیا۔

(سنن نسائی کتاب الاذان باب الْأَذَانُ لِمَنْ یُصَلِّی وَحْدَہُ)

حدیث نمبر 10: میں نے اپنے سب بندوں کو دین حنیف پر پیدا کیا ہے

حضرت عیاض بن حمار مجاشعیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے خطاب میں فرمایا: سنو! میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ وہ باتیں جو آج اس نے مجھے سکھائی ہیں وہ تمہیں سکھاؤں جنہیں تم نہیں جانتے۔ہر وہ مال جو میں بندے کو دیتا ہوں حلال ہے اور یقیناً میں نے اپنے سب بندوں کو دین حنیف پر پیدا کیا ہے اور یقیناً ان کے پاس شیاطین آئے جنہوں نے انہیں ان کے دین سے ہٹا دیا اور ان پر حرام کر دیا جو میں نے ان پر حلال کیا تھا اور انہوں نے انہیں حکم دیا کہ وہ میرا شریک ٹھہرائیں جس کی میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔یقیناً اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف دیکھا تو ان کے عربوں سے بھی ناراض ہوا اور عجمیوں سے بھی سوائے اہل کتاب میں سے رہے سہے لوگ اور فرمایا میں نے تجھے صرف اس لیے بھیجا ہے تا کہ تجھے آزماؤں اور تیرے ذریعہ آزماؤں اور میں نے تجھ پر ایک کتاب اتاری ہے جسے پانی دھو نہیں سکتا اور تو اس کو سوتے بھی اور جاگتے بھی پڑھتا ہے۔یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں قریش کو بھڑکاؤں تو میں نے کہا اے میرے رب! تب تو وہ میرا سر توڑ دیں گے اور اسے روٹی کی طرح کر چھوڑیں گے۔(اللہ نے) فرمایا: ان کو نکال جیسے انہوں نے تجھے نکالا تھا اور ان سے لڑائی کر ہم تیری مدد کریں گے اور تو خرچ کر ہم تجھ پر خرچ کریں گے۔تو ایک لشکر بھیج ہم اس جیسے پانچ لشکر بھیجیں گے اور تو اپنے اطاعت گزاروں کے ذریعہ نافرمانوں سے لڑائی کر۔اللہ نے فرمایا:

جنت والے تین قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ بادشاہ جو انصاف کرنے والا، صدقہ کرنے والا اور جسے نیکی کی توفیق دی گئی ہے اور (دوسرا) وہ شخص جو ہر قرابت والے اور ہر مسلمان پر رحم کرنے والا نرم دل ہے۔ اور (تیسرا) وہ شخص جو پاک دامن ہے، سوال سے بچنے والا ہے، عیال دار ہے۔

آپؐ نے فرمایا: آگ والے پانچ قسم کے ہیں (ایک تو) وہ کمزور جو تم میں سے بے عقل اور تمہارے ماتحت ہیں اور اہل و عیال اور مال کے حصول کی طلب نہیں کرتے اور (دوسرا) وہ خیانت کرنے والا جس کی طمع ڈھکی چھپی نہیں اگرچہ وہ بہت معمولی ہو وہ اس کی بھی خیانت کرلیتا ہے اور (تیسرا) وہ شخص جو تیرے اہل و عیال اور تیرے مال کے بارہ میں صبح شام (ہروقت) تجھے دھوکا دیتا ہے (اور چوتھے نمبر پر) آپؐ نے بخل یا جھوٹ کا ذکر فرمایا اور (پانچویں نمبر پر) بداخلاق فحش بولنے والے کا ذکر فرمایا۔

دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے کہ یقیناً اللہ نے میری طرف وحی کی کہ تم عاجزی اختیار کرو یہاں تک کہ تم میں سے کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے اور کوئی دوسرے پر زیادتی نہ کرے اور اس روایت کا یہ فقرہ کہ ’’وہ لوگ جو تمہارے تابع ہیں اور کوئی اہل و عیال اور مال طلب نہیں کرتے،‘‘ سن کر راوی نے کہا کہ اے ابوعبد اللہ! کیا یہ بھی ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، اللہ کی قسم! میں نے ان کو زمانہ جاہلیت میں اسی طرح دیکھا ہے اور ایک شخص قبیلہ کی بکریاں چراتا جس کا سے کوئی صلہ نہ ملتا سوائے ان کی لونڈی کے جس سے وہ تعلق قائم کرتا تھا۔

(صحیح مسلم کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابُ الصِّفَاتِ الَّتِي يُعْرَفُ بِهَا فِي الدُّنْيَا أَهْلُ الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ)

حدیث نمبر 11: ابن آدم زمانہ کو برا بھلا کہتا ہے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابن آدم مجھے اذیت دیتا ہے۔ وہ زمانہ کو گالی دیتا ہے اور زمانہ میں ہوں حکومت میرے ہاتھ میں ہے۔ میں رات اور دن کو پھیرتا ہوں۔

(بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ الجاثیۃ باب {وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ} (الجاثیۃ:۲۳) الآیۃ)

یہی روایت صحیح بخاری کتاب الادب اور کتاب التوحید میں بھی آئی ہے اور مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے بھی اسے بیان کیا ہے۔

مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: یَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ یعنی زمانہ کا برا ہو۔ حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں۔ جو اس کے دن اور رات پھیرتا ہوں۔

(صحیح مسلم کتاب الْأَلْفَاظِ مِنَ الْأَدَبِ وَغَيْرِهَا بَابُ النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الدَّهْرِ)

حدیث نمبر 12: ابن آدم مجھے جھٹلاتا ہے اور یہ اسے مناسب نہیں

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم مجھے جھٹلاتا ہے حالانکہ یہ اس کے لیے مناسب نہ تھا اور وہ مجھے برا بھلا کہتا ہے حالانکہ یہ اس کے لیے جائز نہیں۔ اس کا مجھے جھٹلانا اس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح مجھے پہلے پیدا کیا، اب وہ پھر مجھے دوبارہ پیدا نہیں کرے گا حالانکہ اس کے دوبارہ پیدا کرنے کی نسبت اس کو میرا پہلی بار پیدا کرنا آسان نہ تھا اور اس کا مجھے گالیاں دینا اس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ نے بیٹا بنالیا ہے حالانکہ میں اکیلا بے نیاز ہوں نہ میں نے کسی کو جنا اور نہ میں جنا گیا ہوں اور نہ ہی کوئی میری برابری کرنے والا ہے۔

(بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ الاخلاص)

اسی مفہوم کی روایت نسائی میں بھی ہے جس میں یہ زائد ہے کہ حالانکہ دوسری بار پیدا کرنا پہلی بار پیدا کرنے سے زیادہ مشکل نہیں ہے۔

(نسائی کتاب الجنائز باب أَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِينَ)

حدیث نمبر 13: میرے بندے مجھ پر ایمان اور کفر کی حالت میں صبح کرتے ہیں

حضرت زید بن خالد جہنیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ میں رات ہونیوالی بارش کے بعد صبح کی نماز کے وقت یہ بات بیان فرمائی۔ آپؐ نے (نماز سے) سلام پھیرا اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر انہیں فرمایا: کیا تم جانتے ہو؟ تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ (آپؐ نے بیان کیا کہ اللہ نے) فرمایا: میرے بندوں نے مجھ پر ایمان اور انکار کی حالت میں صبح کی ہے پس جس نے تو یہ کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل اور رحمت سے بارش ہوئی تو وہ مجھ پر ایمان لانیوالا اور ستارے کا انکاری ہے۔ اور جس نے یہ کہا کہ ہم پر بارش فلاں فلاں ستارے کے فلاں فلاں جگہ آنے کی وجہ سے ہوئی تو وہ میرا انکار کرنے والا اور ستارے پر ایمان لانیوالا ہے۔

(بخاری ابواب الاستسقاء باب قول اللہ و تجعلون رزقکم انکم تکذبون)

یہی روایت بخاری کتاب التوحید کے علاوہ امام مالک نے اپنی کتاب مؤطا میں حضرت زید بن خالد جہنیؓ سے بیان کی ہے جبکہ نسائی نے حضرت زید بن خالدؓ کے علاوہ حضرت ابوہریرہؓ کی نسبتاً مختصر روایت بھی بیان کی ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ اللہ عزّ وجل فرماتا ہے کہ میں اپنے بندوں پر کوئی نعمت نہیں کرتا مگر ان میں سے ایک فریق اس کا انکار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ ستارہ کے ذریعہ ہوا۔

(سنن نسائی کتاب الاستسقاء باب كَرَاهِيَةُ الِاسْتِمْطَارِ بِالْكَوْكَبِ)

حدیث نمبر 14: اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوسکتا ہے جو میرے تخلیق کرنے کی طرح تخلیق کرنے لگے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو میری تخلیق کی طرح تخلیق کا دعویٰ کرے (جو میری طرح پیدا کرنا (بنانا) چاہے)۔ پھر چاہیے کہ وہ ایک ذرّہ پیدا کرکے دکھائیں یا ایک دانۂ گندم یا جو کا پیدا کریں۔

(بخاری کتاب التوحید باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ} [الصافات:۹۷])

بخاری کتاب اللباس میں حضرت ابوزرعہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہؓ کے ساتھ مدینہ کے ایک گھر میں داخل ہوا تو انہوں نے دیکھا کہ اس کی بلندی پر ایک مصور تصویر بنارہا تھا۔ اس پر حضرت ابوہریرہؓ نے یہ حدیث سنائی۔ پھر حضرت ابوہریرہؓ نے پانی کا ایک لگن منگوا کر اپنے بازو بغلوں تک دھوئے۔ میں نے ابوہریرہؓ سے کہا کہ یہ بات آپ نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے جہاں تک زیور پہنایا جاسکتا ہے وہاں تک دھویا ہے۔

مسلم کی روایت میں حضرت ابوزرعہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہؓ کے ساتھ مروان کے گھر گیا اور انہوں نے وہاں تصاویر دیکھیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ اس سے زیادہ کون ظالم ہوسکتا ہے جو میرے تخلیق کرنے کی طرح تخلیق کرنے لگے! پس چاہیے کہ اب وہ کوئی ذرہ پیدا کریں کوئی دانہ پیدا کریں یا کوئی جو (کا دانہ) پیدا کریں۔

ایک اور روایت ابوزرعہ سے مروی ہے کہ میں اور حضرت ابوہریرہؓ ایک ایسے گھر میں گئے جو مدینہ میں سعید یا مروان کے لیے بنایا جارہا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے اس گھر میں ایک مصور کو تصویر بناتے دیکھا تو کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے پھر اسی طرح روایت بیان کی۔

(مسلم کتاب اللباس بَابُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ)

حدیث نمبر 15: یقیناً تیری امت سوال کرتی رہے گی کہ یہ کیا یہ کیا یہاں تک کہ وہ اللہ پر سوال کریں گے

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ یقیناً تیری امت بدستور سوال کرتی رہے گی کہ یہ کیا؟ یہ کیا؟ یہاں تک کہ وہ یہ سوال کریں گے کہ یہ اللہ ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا تو پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

(مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ الْوَسْوَسَةِ فِي الْإِيمَانِ وَمَا يَقُولُهُ مَنْ وَجَدَهَا)

مسلم کی دوسری روایت میں یہ زائد الفاظ ہیں کہ جو اس سے کوئی (سوال) پائے تو وہ کہے امنتُ باللّٰہ یعنی میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں۔

(مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ الْوَسْوَسَةِ فِي الْإِيمَانِ وَمَا يَقُولُهُ مَنْ وَجَدَهَا)

اسی طرح مسلم کی ایک اور روایت میں یہ اضافہ ہے کہ شیطان تم میں سے کسی ایک کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ کس نے فلاں فلاں کو پیدا کیا۔ یہاں تک کہ وہ اسے کہتا ہے تیرے رب کو کس نے پیدا کیا۔ پس جب وہ یہاں تک پہنچے تو اللہ کی پناہ طلب کرے اور باز آجائے۔

(مسلم کتاب الایمان بَابُ بَيَانِ الْوَسْوَسَةِ فِي الْإِيمَانِ وَمَا يَقُولُهُ مَنْ وَجَدَهَا)

حدیث نمبر 16: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کون ہوتا ہے مجھ پر قسم کھانے والا کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا

حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ ایک شخص نے کہا کہ اللہ کی قسم! اللہ فلاں کو نہیں بخشے گا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کون ہوتا ہے مجھ پر قسم کھانیوالا کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا۔ یقیناً میں نے فلاں کو بخش دیا اور تیرے عمل ضائع کردیئے یا جیسا راوی نے کہا۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَقْنِيطِ الْإِنْسَانِ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ بنی اسرائیل میں دو شخص بھائی بنے ہوئے تھے ان میں سے ایک گناہ کرتا تھا اور دوسرا عبادت میں کوشش کرتا تھا اور عبادت میں کوشش کرنیوالا ہمیشہ دوسرے کو گناہ پر دیکھتا تھا اور اسے کہتا تھا: بس کرو یا باز رہو۔ ایک دن اس (عبادت گزار) نے اسے (گنہگار کو) گناہ کرتے پایا تو اس سے کہا: باز رہ۔ تو دوسرے (گنہگار) نے کہا: مجھے اور میرے رب کو اکیلے چھوڑ دو، کیا تم مجھ پر نگران مقرر کیے گئے ہو؟ تو پہلے نے کہا کہ خدا کی قسم! اللہ تجھے نہیں بخشے گا یا تمہیں جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی روحیں قبض کرلیں اور وہ دونوں رب العالمین کے پاس اکٹھے ہوئے۔ اللہ نے عبادت میں کوشش کرنے والے سے فرمایا: کیا تم مجھے جانتے تھے؟ یا تم اس پر قدرت رکھتے تھے جو میرے ہاتھ میں ہے اور گنہگار کو فرمایا: جاؤ، میری رحمت سے جنت میں داخل ہوجاؤ اور دوسرے کو فرمایا: اسے آگ میں لے جاؤ۔

حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے ایسی بات کی جس نے اس کی دنیا اور آخرت تباہ کردی۔

(سنن ابوداؤد کتاب الادب بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبَغْيِ)

حدیث نمبر 17: اللہ کے کرم سے اعمال صالحہ کی کئی گنا جزا جو نیکی یا بدی کا ارادہ کرے

حضرت ابن عباسؓ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں جو آپ ﷺ نے اپنے رب عزوجل کے متعلق بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور بدیاں لکھ چھوڑی ہیں پھر ان کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔ پس جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنے پاس ایک مکمل نیکی لکھ لیتا ہے اور اگر وہ اس (نیکی) کا ارادہ کر کے اس پر عمل بھی کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنے پاس دس نیکیوں سے لے کر سات سوگنا سے کئی گنا تک لکھ لیتا ہے اور جو شخص کسی برائی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک کامل نیکی لکھ لیتا ہے اور اگر وہ اس کا ارادہ کر کے اس پر عمل کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے ایک برائی ہی لکھتا ہے۔

(بخاری کتاب الرقاق بَابُ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ أَوْ بِسَيِّئَةٍ)

اس بارہ میں بخاری کی اسی مضمون کی دوسری روایت حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا کہ اللہ فرماتا ہے: جب میرا بندہ ارادہ کرتا ہے کہ کوئی برائی کرے تو وہ اس وقت تک نہ لکھو جب تک وہ اس پر عمل نہ کر لے اگر وہ اس پر عمل کر گزرے تو اسے ایک (برائی کے) برابر لکھ لو اور اگر وہ میری خاطر وہ برائی چھوڑ دے تو اس (برائی کو) اس کے لیے نیکی لکھ دو اور جب میرا بندہ نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کر سکے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دو اور اگر وہ اس پر عمل کر لے تو اسے اس کے لیے دس گنا سے سات سوگنا تک لکھ لو۔

(بخاری کتاب التوحید بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَىٰ: {يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللّٰهِ}[الفتح:۱۵])

مسلم کی ایک اور حدیث میں بروایت حضرت ابوہریرہؓ یہ زائد الفاظ ہیں کہ فرشتے کہتے ہیں: اے رب! یہ تیرا بندہ ایک برا کام کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ بہتر دیکھنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کی نگرانی کرتے رہو اگر یہ بدی کر لے تو اس کے برابر لکھ دینا اور اگر یہ اس بدی کا خیال ترک کر دے تو اسے اس کے لیے ایک نیکی لکھ دینا کیونکہ اس نے اس (بدی) کو میرے خوف کی وجہ سے چھوڑا ہے۔

(مسلم کتاب الایمان بَابُ إِذَا هَمَّ الْعَبْدُ بِحَسَنَةٍ كُتِبَتْ، وَإِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ لَمْ تُكْتَبْ)

مسلم کی ایک اور روایت میں بدی کے ارادہ کے بعد اسے کر لینے پر ایک بدی لکھنے کے بعد یہ زائد الفاظ ہیں: اللہ تعالیٰ اس بدی کو بھی مٹا دیتا ہے (یعنی توبہ سے) اور اللہ (کی اس رحمت) کے باوجود سوائے (واقعی) ہلاک ہونے والے کے کوئی ہلاک نہیں ہوتا۔

(مسلم کتاب الایمان بَابُ إِذَا هَمَّ الْعَبْدُ بِحَسَنَةٍ كُتِبَتْ، وَإِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ لَمْ تُكْتَبْ)

ابن ماجہ میں حضرت ابوذرؓ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو شخص ایک نیکی کرے گا اس کو اسی طرح دس نیکیوں کا ثواب ملے گا اور میں اس پر زیادہ بھی کر سکتا ہوں اور جو بدی کا مرتکب ہو تو ایک بدی کا بدلہ اس کے برابر ہے یا میں (وہ بھی) بخش دوں۔ اور جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے میں اس سے ایک ہاتھ برابر قریب ہوتا ہوں اور جو ایک ہاتھ برابر مجھ سے قریب ہوتا ہے میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو میری طرف چل کر آتا ہے میں اس کے پاس دوڑتے ہوئے آتا ہوں اور جو مجھ سے زمین بھر بدیاں لے کر ملاقات کرتا ہے اس حال میں کہ وہ میرے ساتھ کچھ بھی شریک نہیں ٹھہراتا تو میں اس کے ساتھ اسی قدر بخشش سے ملاقات کرتا ہوں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الادب بَابُ فَضْلِ الْعَمَلِ)

حدیث نمبر 18: اللہ تعالیٰ سے حسن ظن

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرے تو میں اس سے بہتر مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ اور اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہو تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہو تو میں اس سے دوگنا یعنی دو ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ میرے پاس چلتے ہوئے آئے تو میں اس کی طرف دوڑتے ہوئے آتا ہوں۔

(بخاری کتاب التوحید بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَىٰ: {وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ}[آل عمران:۲۸])

مسلم کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب وہ دو ہاتھ برابر میرے قریب ہوتا ہے تو میں اس سے بھی زیادہ تیزی سے اس کے پاس آتا ہوں۔

(مسلم کتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ بَابُ الْحَثِّ عَلَى ذِكْرِ اللهِ تَعَالَى)

ترمذی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں اور جب وہ مجھے پکارے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

(ترمذی ابواب الزھد بَابُ مَا جَاءَ فِي حُسْنِ الظَّنِّ بِاللّٰهِ)

ابن ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور اس کے دونوں ہونٹ میری خاطر جنبش کرتے ہیں۔

(ابن ماجہ کتاب الادب بَابُ فَضْلِ الذِّكْرِ)

حدیث نمبر 19: اللہ نے اپنے نیک بندوں کے لیے جو تیار کر رکھا ہے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ وہ (نعمتیں) تیار کی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا۔ اگر تم چاہو تو یہ (آیت) پڑھو: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ (السجدہ:18) کوئی نفس بھی نہیں جانتا کہ آنکھوں کی کیا کیا ٹھنڈک ان کے لیے چھپا کر رکھی گئی ہے۔

(بخاری کتاب بدء الخلق بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ)

بخاری کی دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: ذُخْرًا بَلْهَ، مَا أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ یعنی جو ذخیرہ اللہ تعالیٰ نے جمع کر رکھا ہے اس کے مقابل پر اس کو چھوڑو جس کی تمہیں اطلاع دی گئی ہے۔

(بخاری کتاب التفسیر بَابُ قَوْلِهِ: {فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ}[السجدة:۱۸])

حدیث نمبر 20: اللہ تعالیٰ کا بندوں کو پکارنا کہ وہ اس سے دعا کریں اور اس سے امید رکھیں

ہمارا رب ورلے آسمان کی طرف اترتا ہے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا رب تبارک و تعالیٰ جو برکت والا اور بلند ہے، ہر رات کو ورلے آسمان کی طرف اترتا ہے۔ جب رات کا آخری حصہ باقی رہ جاتا ہے، وہ فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں؟ اور کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے عطا کروں؟ اور کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے اور میں اسے بخش دوں؟

(بخاری کتاب الدعوات بَابُ الدُّعَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ)

مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ہر رات کو جب رات کا پہلا ایک تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ورلے آسمان کی طرف اترتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں، میں بادشاہ ہوں۔ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے عطا کروں؟ اور کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے اور میں اسے بخش دوں؟ اسی طرح ہوتا ہے یہاں تک کہ فجر روشن ہو جاتی ہے۔

(مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الدُّعَاءِ وَالذِّكْرِ فِي آخِرِ اللَّيْلِ وَالْإِجَابَةِ فِيهِ)

ایک اور روایت میں ہے کہ جب آدھی رات یا رات کے دو حصے گزر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہے کوئی سوالی جسے دیا جائے؟ ہے کوئی دعا کرنے والا جس کی دعا قبول ہو؟ ہے کوئی بخشش مانگنے والا جسے بخشا جائے؟ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

(مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الدُّعَاءِ وَالذِّكْرِ فِي آخِرِ اللَّيْلِ وَالْإِجَابَةِ فِيهِ)

اور ایک اور روایت میں یہ زائد الفاظ ہیں: پھر اللہ تعالیٰ اپنے دونوں ہاتھ پھیلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ کون ہے جو اللہ کو قرض دے جو نہ تہی دست ہے اور نہ ہی مظلوم ہے؟

اور ایک روایت میں یہ فقرہ ہے: ہے کوئی توبہ کرنے والا؟

(مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الدُّعَاءِ وَالذِّكْرِ فِي آخِرِ اللَّيْلِ وَالْإِجَابَةِ فِيهِ)

حدیث نمبر 21: اے ابن آدم! یقیناً تو نے مجھ سے جو دعا کی اور مجھ سے امید رکھی میں نے تجھے معاف کر دیا

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم! یقیناً تو نے مجھ سے مانگا اور مجھ سے امید رکھی۔ میں نے تجھے وہ سب معاف کر دیا جس میں تو مشغول رہا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کے کناروں تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تو زمین کی وسعت کے برابر بدیاں لے کر آئے پھر اس حال میں مجھے ملے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا ہو تو میں زمین کی وسعت کے برابر تجھے مغفرت عطا کروں گا۔

(ترمذی ابواب الدعوات بَابٌ فِي فَضْلِ التَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ وَمَا ذُكِرَ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ بِعِبَادِهِ)

حدیث نمبر 22: 15/ شعبان کی رات کے بارہ میں

حضرت علیؓ بن ابی طالب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب شعبان کے نصف یعنی 15 تاریخ کی رات ہو تو اس رات کو قیام (عبادت) کرو اور اس کے دن کا روزہ رکھو یقیناً اللہ تعالیٰ اس میں سورج غروب ہونے کے ساتھ ورلے آسمان کی طرف اترتا ہے اور فرماتا ہے: کیا کوئی بخشش طلب کرنے والا نہیں کہ میں اسے بخش دوں؟ کیا کوئی رزق کا خواہاں نہیں جسے میں رزق دوں؟ کیا کوئی مصیبت زدہ بیمار نہیں جسے میں اچھا کر دوں (یا اس کی مصیبت دور کروں) کیا کوئی ایسا نہیں؟ کیا کوئی ایسا نہیں؟ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ)

حدیث نمبر 23: اللہ کی بندہ سے محبت اور اس کا اثر محبت مخلوق میں

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیلؑ کو آواز آتی ہے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیلؑ کو آواز آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو تو جبرائیلؑ اس سے محبت کرنے لگتا ہے پھر جبرائیلؑ آسمان والوں میں اعلان کرتا ہے: اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو پھر اہل آسمان بھی اس (شخص) سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اس (شخص) کے لیے زمین میں مقبولت رکھ دی جاتی ہے۔

(بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ)

مسلم کی روایت میں یہ زائد الفاظ ہیں:

اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو حضرت جبرائیلؑ کو بلاکر فرماتا ہے میں فلاں سے ناراض ہوں تم بھی اس سے ناراض ہوجاؤ۔ اس پر جبرائیلؑ بھی اس سے ناراض ہوجاتا ہے پھر وہ آسمان والوں میں اعلان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے ناراض ہے تم بھی اس سے ناراضگی ظاہر کرو۔ (راوی نے) کہا پس وہ سب اس سے ناراض ہوتے ہیں پھر اس کے لیے زمین میں نفرت پھیل جاتی ہے۔

(مسلم کتاب البر والصلة والآداب بَابُ إِذَا أَحَبَّ اللهُ عَبْدًا حَبَّبَهُ لِعِبَادِهِ)

اور مؤطا امام مالک میں یہ بات اس فرق کے ساتھ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے۔۔۔ امام مالک کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے بغض یا ناراضی کے بارہ میں ایسے ہی ارشاد فرمایا۔

ترمذی میں یہ زائد الفاظ ہیں کہ جب جبرائیلؑ آسمان میں کسی شخص سے اللہ کی محبت کا اعلان کرتا ہے پھر اہل زمین میں اس کی محبت نازل ہوتی ہے اور یہی مطلب اللہ کے اس ارشاد کا ہے: إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا (مریم: 97) یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن کے لئے رحمان محبت پیدا کردے گا۔

اس کے بعد اسی طرح ناراضگی کا ذکر ہے۔

(ترمذی ابواب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ مریم)

حدیث نمبر 24: اللہ کے دوستوں سے دشمنی اور اللہ کے قرب کے لیے سب سے افضل چیز

جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میرا اس سے اعلان جنگ ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزّ و جل فرماتا ہے: جس نے میرے دوست سے دشمنی کی میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں اور بندہ میری سب سے پیاری چیز فرائض کے سوا اور کسی چیز سے میرا قرب حاصل نہیں کرتا اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ بھی بدستور قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہوجاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں اور میں جو کام کرنیوالا ہوں اس میں مجھے کچھ بھی تردّد نہیں ہوتا جتنا تردّد مجھے اپنے مومن بندے کی جان لینے سے ہوتا ہے جو موت کو ناپسند کرتا ہے اور اس کی ناپسندیدگی مجھے گوارا نہیں۔

(بخاری کتاب الرقاق باب التواضع)

حدیث نمبر 25: خشیت الٰہی اور اس کا خوف گناہوں سے مغفرت کے اسباب میں سے ہیں

حدیث: ایک شخص نے اپنے اہل خانہ کو اس کی موت کے بعد اسے جلانے کا حکم دیا

حضرت عقبہ بن عمروؓ نے حضرت حذیفہؓ سے کہا: کیا آپ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے سنی احادیث بیان نہیں کریں گے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا: یقیناً جب دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی۔ تو وہ چیز جسے لوگ سمجھیں گے کہ وہ آگ ہے، وہ ٹھنڈا پانی ہوگا۔ اور وہ چیز جسے لوگ سمجھیں گے کہ وہ ٹھنڈا پانی ہے وہ جلانے والی آگ ہوگی۔ پس تم میں سے جو یہ پائے۔ تو وہ اس میں داخل ہو جسے وہ سمجھے کہ وہ آگ ہے۔ تو یقیناً وہ میٹھا ٹھنڈا پانی ہوگا۔

حضرت حذیفہؓ نے (مزید) یہ بیان کیا کہ اور میں نے آپؐ کو یہ (بھی) فرماتے سنا: تم میں سے پہلوں میں سے ایک شخص تھا اس کے پاس فرشتہ آیا تاکہ اس کی روح قبض کرے۔ اسے پوچھا گیا کیا تم نے کوئی نیکی کی ہے؟ اس نے کہا: میں نہیں جانتا۔ اسے کہا گیا: دیکھ لو۔ اس نے کہا مجھے کچھ بھی یاد نہیں سوائے اس کے کہ میں دنیا میں لوگوں سے خرید و فروخت کرتا تھا۔ میں ان سے اچھا معاملہ کرتا تھا اور صاحب حیثیت کو مہلت دیتا تھا اور تنگ دست سے درگزر کرتا تھا تو اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل کردیا۔

اور حضرت حذیفہؓ نے بیان کیا کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا: ایک شخص کی موت کا وقت آ گیا۔ جب وہ زندگی سے مایوس ہوگیا۔ تو اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو میرے لیے لکڑیاں جمع کرنا اور ان میں آگ جلانا یہاں تک کہ وہ (آگ) میرا گوشت کھاجائے اور میری ہڈیوں کو پہنچے اور وہ بھی جل کر راکھ ہوجائیں۔ پھر وہ راکھ لے کر پیس دینا۔ پھر کسی ایسے دن کا انتظار کرنا جس میں ہوا چل رہی ہو۔ اور اس (راکھ) کو دریا میں بکھیر دینا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے جمع کیا اور اسے فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا تیرے ڈر سے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

حضرت عقبہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت حذیفہؓ کو یہ بھی کہتے سنا کہ وہ شخص قبروں سے کفن چوری کرتا تھا۔

(بخاری کتاب بدء الخلق باب ماذکر عن بنی اسرائیل)

بخاری کی دوسری روایت حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے۔ جس میں یہ ذکر ہے: تم سے پہلے ایک شخص تھا جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا تھا۔ بوقت وفات اس نے اپنے بچوں سے کہا: میں تمہارا کیسا باپ تھا؟ انہوں نے کہا: بہترین باپ۔ اس نے کہا میں کبھی کوئی نیکی نہیں کرسکا۔ پھر مرنے کے بعد اس کی نعش کو جلانے اور بکھیرنے کی وصیت کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوال پر اس کا جواب تھا کہ تیرے خوف سے ایسا کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ رحمت کا سلوک کیا۔

(بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابُ حَدِيثِ الغَارِ)

اس بارہ میں بخاری کی تیسری روایت حضرت ابوہریرہؓ سے اس فرق کے ساتھ ہے کہ ایک شخص اپنے نفس پر بہت زیادتی کرتا تھا۔ پھر اس کے بعد اولاد کو اس کی وصیت کا ذکر ہے کہ اس نے کہا: خدا کی قسم! اگر میرے رب نے مجھ پر قدرت پالی تو وہ ضرور مجھے ایسا عذاب دے گا جو اس نے کسی کو بھی نہیں دیا ہوگا۔ اس کی وصیت پر عملدآمد کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا سبب پوچھنے پر اس نے جواب دیا کہ اے میرے رب تیری خشیت نے مجھے اس پر آمادہ کیا اس پر اللہ نے اسے بخش دیا۔

(بخاری کتاب التوحید بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: {يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللّٰهِ}[الفتح:١٥])

حضرت ابوہریرہؓ کی بخاری کی ایک روایت میں یہ زائد مضمون بھی ہے کہ اس شخص کی وصیت تھی کہ اس کی نعش کو جلاکر نصف راکھ خشکی میں اور نصف سمندر میں بکھیر دی جائے۔ اس کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے سمندر اور خشکی کو حکم دیا کہ اس کے ذرات جمع کیے جائیں اور اس سے فرمایا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا تو سب سے زیادہ جاننے والا ہے تیری خشیت کی وجہ سے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

(بخاری کتاب التوحید بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: {يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللّٰهِ}[الفتح:١٥])

نسائی میں حضرت حذیفہؓ کی روایت میں یہ ذکر ہے کہ تم میں سے پہلوں میں ایک شخص تھا جو اپنے اعمال کے بارہ میں خوش فہم نہ تھا۔ اس نے بوقت وفات اپنے اہل خانہ کو نعش جلاکر سمندر میں بکھیرنے کی وصیت کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا تو انہوں نے اس کی روح کو لاکر پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے ایسا کرنے کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا: اے میرے رب! میں نے یہ کام صرف تیرے خوف کی وجہ سے کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

(سنن نسائی کتاب الجنائز باب ارواح المومنین)

حدیث نمبر 26: تخلیق آدم کے بارہ میں حدیث

حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا ان کی لمبائی (قد) ساٹھ ہاتھ تھی۔ پھر فرمایا کہ جاؤ اور ان فرشتوں میں سے کچھ کو سلام کہو اور جواباً جو دعائیہ تحفہ وہ تمہیں اور تمہاری اولاد کو دیں اسے توجہ سے سنو۔ حضرت آدمؑ نے (ان فرشتوں کو) کہا: تم پر سلامتی ہو۔ فرشتوں نے کہا: آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔ انہوں نے اللہ کی رحمت کے الفاظ زائد کہے۔ پس حضرت آدمؑ کی شکل میں جو بھی ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر تخلیق (انسانی) میں تب سے اب تک کمی ہوتی چلی آئی۔

(بخاری کتاب بدء الخلق بَابُ خَلْقِ آدَمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَذُرِّيَّتِهِ)

یہی روایت مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے ہمام بن منبہ نے روایت کی ہے جس میں زائد یہ ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ آدم کو ساٹھ ہاتھ لمبائی کے ساتھ پیدا کرچکا تو اسے ایک مجلس میں موجود فرشتوں کو سلام کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا: ان کا جواب غور سے سننا جو تیرے لیے اور تیری ذریت کے لیے تحفہ ہوگا۔ ملائکہ نے جواباً اللہ کی رحمتوں کا بھی ذکر کیا۔ راوی نے کہا کہ (اس دعا کی برکت سے) ہر وہ شخص جو آدم کی شکل کا ہے جسکی لمبائی ساٹھ ہاتھ ہوگی جنت میں داخل ہوگا۔ پس اس کے بعد سے اب تک تخلیق انسانی (جسامت وغیرہ) میں کمی واقع ہوتی گئی۔

(مسلم کتاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَابُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَقْوَامٌ أَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ أَفْئِدَةِ الطَّيْرِ)

ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ کی اس روایت میں زائد الفاظ یہ ہیں:

جب اللہ نے آدم کو پیدا کیا تو اس کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو اس کی پشت سے ہر روح جسے وہ قیامت تک پیدا کرنیوالا تھا، (نکل کر) گر پڑی۔ اور اس نے ان میں سے ہر انسان کی آنکھوں کے درمیان نور کی ایک چمک رکھی۔ پھر ان (روحوں) کو آدم کے سامنے پیش کیا۔ اس نے کہا اے میرے رب! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: یہ تمہاری ذریت ہے۔ اس نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھ کر اس کی آنکھوں کے درمیان (زیادہ) چمک پر تعجب کیا اور اس نے کہا: اے میرے رب! یہ کون ہے؟ اللہ نے فرمایا کہ یہ تیری ذریت میں سے آخری امتوں میں سے ایک شخص ہے جسے داؤد کہتے ہیں۔ آدم نے کہا: اس کی عمر میں میری عمر سے چالیس سال اور بڑھادے۔

جب آدمؑ کی عمر ختم ہوئی تو اس کے پاس موت کا فرشتہ آیا اور آدمؑ نے اس سے کہا: کیا میری عمر کے چالیس سال باقی نہیں؟ اس نے کہا: کیا آپ نے یہ عمر اپنے بیٹے داؤد کو نہیں دی تھی؟ راوی کہتے ہیں: آدمؑ نے انکار کیا اور اس کی ذریت نے بھی انکار کیا اور وہ بھول گئے اور ان کی ذریت بھی بھول گئی اور آدمؑ سے خطا ہوئی اور اس کی ذریت سے بھی خطا ہوئی۔

(ترمذی ابواب تفسیر القرآن بَابٌ: وَمِنْ سُوْرَۃِ الْاَعْرَافِ)

ترمذی کی دوسری روایت حضرت ابوہریرہؓ میں یہ زائد الفاظ ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بوقتِ پیدائش آدمؑ اس میں روح پھونکی تو ان کو چھینک آئی جس پر انہوں نے الحمد للہ کہا اور اللہ کے اذن سے اس کی حمد کی تو اسے اس کے رب نے کہا: اے آدمؑ! تجھ پر اللہ رحم کرے۔ پھر انہیں ملائکہ کی مجلس میں جاکر سلام کرنے کا ذکر ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے جب کہ اس کے دونوں ہاتھ (کی مٹھیاں) بند تھیں، آدمؑ سے فرمایا: ان دونوں میں سے جو چاہو چن لو۔ اس نے کہا میں اپنے رب کے دائیں (ہاتھ) کو اختیار کرتا ہوں اور میرے رب کے دونوں ہاتھ ہی خیر اور برکت والے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اس مٹھی کو کھولا تو کیا دیکھا کہ اس میں آدمؑ اور اس کی اولاد تھی اور ہر انسان کی عمر اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) لکھی تھی پھر سب سے روشن پیشانی والے داؤدؑ کا ذکر ہے جسے آدمؑ نے اپنی ایک ہزار سالہ عمر میں سے 60 سال دے دیئے۔ پھر آدمؑ کے جنت میں اللہ کی مشیئت کے مطابق رہنے اور پھر وہاں سے نکالے جانے کا ذکر ہے۔ اور آدمؑ اپنی عمر کے سال گنتے رہتے تھے پھر ملک الموت کے آنے اور حضرت آدمؑ کے انکار کے ذکر کے بعد راوی کا بیان ہے کہ تب سے (وعدے) لکھنے اور گواہوں کا حکم ہوا۔

(ترمذی ابواب تفسیر القرآن باب: 94)

اور دوسری روایت میں ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کے ایک ہزار سال پورے کیے اور داؤدؑ کے ایک سو سال مکمل کیے۔

(الاتحافات السنیۃ فی الاحادیث القدسیۃ)

ترمذی میں مسلم بن یسار جہنی سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب سے اس آیت کے بارہ میں پوچھا گیا:

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ

(الاعراف: 173)

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب تیرے ربّ نے بنی آدم کی صُلب سے ان کی نسلوں (کے مادّہء تخلیق) کو پکڑا اور خود انہیں اپنے نفوس پر گواہ بنادیا (اور پوچھا) کہ کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں انہوں نے کہا کیوں نہیں! ہم گواہی دیتے ہیں مبادا تم قیامت کے دن یہ کہو کہ ہم تو اس سے یقیناً بے خبر تھے۔

توحضرت عمرؓ بن الخطاب نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال ہوتے سنا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ نے آدمؑ کو پیدا کیا پھر اپنا دایاں ہاتھ اس کی پشت پر پھیرا تو اس سے اس کی ذریت باہر نکل آئی تو (اللہ نے) فرمایا میں نے ان لوگوں کو جنت کے لیے پیدا کیا ہے اور یہ جنت والے عمل کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو پھر اس سے ذریت نکلی تو (اللہ نے) فرمایا: ان (لوگوں) کو میں نے آگ کے لیے پیدا کیا ہے اور یہ آگ والوں کے کام کریں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! پھر عمل کی کیا ضرورت ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ ایک بندہ کو جنت کے لیے پیدا کرتا ہے تو اسے اہل جنت کے کام پر لگادیتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے اہل جنت کے اعمال پر موت آتی ہے اور اسے وہ (اللہ تعالیٰ) جنت میں داخل کردیتا ہے اور جب وہ (اللہ تعالیٰ) کسی بندہ کو آگ کے لیے پیدا کرتا ہے تو اسے آگ والوں کے عمل پر لگادیتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے اہل نار کے اعمال پر موت آتی ہے پھر اسے اللہ تعالیٰ آگ میں داخل کردیتا ہے۔

(ترمذی ابواب تفسیر القرآن بَابٌ: وَمِنْ سُوْرَۃِ الْاَعْرَافِ)

یہی روایت مؤطا امام مالک میں بھی عبد الحمید بن عبد الرحمان بن زید بن الخطاب سے مروی ہے۔

(مؤطا کتاب الجامع باب النھی عن القول بالقدر)

حدیث نمبر 27: ابن آدم کی اس کی ماں کے پیٹ میں تخلیق

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صادق و مصدوق نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کی تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن اور چالیس رات میں ہوتی ہے۔ وہ ایک علقہ (لوتھڑا) اسی (عرصہ) کے برابر رہتا ہے۔ پھر اسی کے برابر عرصہ وہ مضغہ (گوشت کا ٹکڑا) ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے جسے چار باتوں کی اجازت دی جاتی ہے۔ پس وہ اس کا رزق اور اس کی اجل (عمر) اور اس کا عمل لکھتا ہے اور یہ کہ وہ بدبخت ہوگا یا خوش بخت۔ پھر وہ (فرشتہ) اس (مضغہ) میں روح پھونکتا ہے۔ پس یقیناً تم میں سے ایک شخص اہل جنت کے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ جنت اور اس شخص میں صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس شخص پر لکھی ہوئی (تقدیر) غالب آجاتی ہے اور ایک شخص اہل نار کے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور آگ کے درمیان ایک ہاتھ باقی رہ جاتا ہے سو اس پر لکھی ہوئی (تقدیر) غالب آجاتی ہے اور وہ اہل جنت کے عمل کرتا ہے اور وہ اس میں داخل ہوجاتا ہے۔

(بخاری کتاب بدء الخلق بَابُ ذِكْرِ الْمَلَائِكَةِ)

یہی روایت حضرت حذیفہؓ بن ابی اسید غفاری سے بھی مروی ہے جس میں یہ زائد الفاظ ہیں کہ: رحم میں نطفہ کے چالیس یا پینتالیس دن قرار پکڑنے کے بعد ایک فرشتہ نازل ہوتا ہے اور وہ کہتا ہے: اے میرے رب! بدبخت یا خوش بخت؟ پھر وہ لکھا جاتا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے: اے میرے رب! لڑکا یا لڑکی؟ اور اس کا عمل اور اثر اور اس کی اجل (یعنی عمر) اور اس کا رزق لکھے جاتے ہیں پھر صحیفے لپیٹے جاتے ہیں اور نہ ان میں زیادہ کیا جاتا ہے اور نہ کم کیا جاتا ہے۔

(مسلم کتاب القدر بَابُ كَيْفِيَّةِ خَلْقِ الْآدَمِيِّ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَكِتَابَةِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقَاوَتِهِ وَسَعَادَتِهِ)

یہی روایت صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے بواسطہ عامر بن واثلہ مروی ہے۔ وہ کہتے تھے بدبخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں بدبخت ہوگیا اور خوش بخت وہ ہے جو اپنے علاوہ دوسرے سے نصیحت حاصل کرے۔ اس کے بعد عامر صحابی رسول ﷺ حضرت حذیفہ بن اسید غفاری کے پاس آئے اور ان کو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی یہ بات بتائی اور ان سے کہا کہ ایک شخص عمل کے بغیر سے بدبخت ہوگا؟ تو حذیفہؓ نے اس سے کہا کہ کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہے؟ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جب نطفہ پر بیالیس راتیں گزر جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور وہ اسے شکل دیتا ہے اور اس کی شنوائی اور بینائی اور جلد اور اس کا گوشت اور ہڈیاں پیدا کرتا ہے پھر وہ کہتا ہے: اے میرے رب! لڑکا یا لڑکی؟ پس تیرا رب جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔ اور فرشتہ لکھ لیتا ہے۔ پھر وہ پوچھتا ہے اے میرے رب! اس کی عمر؟ پھر تیرا رب جو چاہتا ہے فرماتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے۔ پھر فرشتہ اپنے ہاتھ میں صحیفہ (رجسٹر) لے کر نکل جاتا ہے پھر وہ اس پر کچھ زیادہ یا کم نہیں کرتا۔

(مسلم کتاب القدر بَابُ كَيْفِيَّةِ خَلْقِ الْآدَمِيِّ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَكِتَابَةِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقَاوَتِهِ وَسَعَادَتِهِ)

مسلم میں حضرت حذیفہؓ کی ایک اور روایت میں یہ زائد الفاظ بھی ہیں کہ فرشتہ یہ سوال بھی کرتا ہے اے میرے رب! مکمل انسان یا نامکمل؟ تو اللہ تعالیٰ اسے مکمل یا نامکمل قرار دیتا ہے۔

(مسلم کتاب القدر بَابُ كَيْفِيَّةِ خَلْقِ الْآدَمِيِّ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَكِتَابَةِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقَاوَتِهِ وَسَعَادَتِهِ)

اسی طرح حضرت حذیفہؓ کی ایک روایت میں ہے کہ یقیناً ایک فرشتہ رحم کی نگرانی کے لیے مقرر ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ وہ چالیس سے کچھ اوپر راتوں میں اپنے اذن سے کوئی چیز تخلیق فرمائے۔

(مسلم کتاب القدر بَابُ كَيْفِيَّةِ خَلْقِ الْآدَمِيِّ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَكِتَابَةِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقَاوَتِهِ وَسَعَادَتِهِ)

حضرت انس بن مالکؓ کی مرفوع روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ رحم پر ایک فرشتہ مقرر فرماتا ہے اور رحم کہتا ہے: اے میرے رب! نطفہ۔ اے میرے رب! علقہ (لوتھڑا)۔ اے میرے رب! مضغہ (بوٹی)۔ پھر جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ وہ کسی تخلیق کا فیصلہ فرمائے تو فرشتہ مذکر و مونث اور شقی وسعید کے بارہ میں سوال کرتا ہے اور رزق اور عمر کے بارہ میں سوال کرتا ہے پھر اسی طرح اس کی ماں کے پیٹ میں لکھا جاتا ہے۔

(مسلم کتاب القدر بَابُ كَيْفِيَّةِ خَلْقِ الْآدَمِيِّ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَكِتَابَةِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقَاوَتِهِ وَسَعَادَتِهِ)

حدیث نمبر 28: رب العزت سے رحم کی درخواست

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور جب وہ اس سے فارغ ہوا تو رحم کھڑا ہوا اور اس نے رحمان (خدا) کو ازار سے پکڑا اور اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا: رک جا۔ اس نے کہا: یہ قطع رحمی سے تیری پناہ طلب کرنیوالے کی حالت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم راضی نہیں کہ جو تجھ سے رشتہ جوڑے میں اس سے تعلق قائم کروں۔ اور جو تجھ سے رشتہ توڑے میں اس سے قطع تعلق کردوں۔ اس نے کہا: کیوں نہیں اے میرے رب۔ اللہ نے فرمایا: پس یہ تیرے لیے ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ (محمد: 23) ترجمہ: کیا تمہارے لئے ممکن ہے کہ اگر تم متولّی ہو جاؤ تو تم زمین میں فساد کرتے پھرو اور اپنے رحمی رشتوں کو کاٹ دو (ہرگز نہیں)۔

(بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ محمدؐ)

حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ فرماتا ہے: میں اللہ ہوں اور میں رحمان ہوں۔ میں نے (ہی) رحم کو پیدا کیا اور میں نے اس (رحم) کو اپنی صفت (رحمان) سے اشتقاق کیا (یعنی نکالا)۔ پس جس نے اس کو جوڑا میں اس کو جوڑوں گا جس نے اسے کاٹا میں اس سے قطع تعلق کرلوں گا۔

(ترمذی ابواب البر والصلۃ بَابُ مَا جَاءَ فِي قَطِيعَةِ الرَّحِمِ)

ابوداؤد میں حضرت عبد الرحٰمن بن عوفؓ سے یہی روایت ہے جس میں ہے کہ اللہ فرماتا ہے میں رحمٰن ہوں اور یہ رحم ہے اور میں نے اس کو اپنی صفت (رحمان) سے ایک نام دیا جو اس سے رشتہ جوڑے گا میں اس سے تعلق قائم کروں گا اور جو اس کا رشتہ کاٹے گا میں اس سے رشتہ تعلق ختم کردوں گا۔

(ابوداؤد کتاب الزکاۃ بَابٌ فِي صِلَةِ الرَّحِمِ)

نبیلہ رفیق فوزی۔ ناروے

غارحرا کی زیارت

مکّہ مکرمہ کے نواح میں کوئی اڑھائی میل کے فاصلہ پر بہت ہی بابرکت اور نوروں نہلایا ایک پہاڑ ہے جس پر تقریباً پندرہ سو برس قبل خدا کے نور کی خاص تجلّی کا ظہور ہوا۔ پہاڑ کو عربی زبان میں جبل کہتے ہیں جب سے اس پہاڑ پر اس تجلّی کا ظہور اہوا تب سے اس مقدّس پہاڑ کو جبلِ نور کے مبارک نام سے یاد کیا جارہا ہے۔جبلِ نور کی مقدس کوکھ میں ایک ایسی تاریخ ساز غار ہے جس کا نام نامی ’’غارِحرا‘‘ ہے۔جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جبل طور میں جمالی شریعت تورات کا نزول ہوا تھا، اسی طرح ’’غارِحرا‘‘ بھی تقدس اور تبریک ہے، جس میں عالمی اور دائمی شریعت قرآنِ مجید کے نزول کا آغاز ہوا تھا۔ ہمارے آقا و مولیٰ، حبیبِ کبریا، سّیدنا حضرت محمدؐ مصطفیٰ احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس عظیم امانت کا بارگراں اُٹھانے سے قبل اس غار میں دنوں، ہفتوں، عشروں اورمہینوں تن تنہا خدائے واحد کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔انہی بابرکت لمحات میں حضرت جبرئیل امین (اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ) کا ربانی پیغام لے کر حاضر ہوئے۔ کٹھن، پتھریلے رستے اور اندھیری غار کی تنہائی سے تو عرب کا یہ دُرّیتیم نہ گھبرایا مگر جبرئیل علیہ السلام کے لائے گئے پیغام کے بوجھ کو سینے سے لگا کر انہی قدموں سے پہاڑ سے اُترا اور گھبراتا ہوا سیدھا اپنی ہمدرد غمگسار زوجہ مطہرہ کے پاس جا پہنچا۔

اس غار کی زیارت کی تمنّا ہر مسلمان کی طرح ہمارے دل میں بھی کب سے چٹکیاں لے رہی تھی۔ چند ماہ قبل یہ دلی تمنا رنگ لائی خاکسار اپنے اس مقدس سفر کے لمحات کو قارئین کے ساتھ شیئر کرنا چاہے گی جس نے اس دین کو نور کے فوارے بنا کر سارے عرب اور پھر تمام دنیا پر پھوار کر ڈالی۔

برسوں پرانی خواہش کی تکمیل

ہمیشہ سے ہماری بھی ایک خواہش اور حسرت تھی کہ کبھی ہمیں بھی موقعہ ملے اور ہم بھی ان راہوں پر قدم رکھتے ہوئے وہاں تک جائیں جس جگہ کے متعلق سنتے آئیں ہیں کہ وہاں سے نور نبوت پھوٹا تھا۔ گو کہ اس سے پہلے بھی الحمد للہ تین مرتبہ مکّہ معظّمہ جانے کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔ دو مرتبہ عمرہ اور طواف کعبہ کی ادائیگی کی اوّلین ترجیح کے بعد ارادہ اور پروگرام تو یہی تھا کہ سب سے پہلے غارحرا جانا ہے۔مگر کامیابی نہ ہوسکی اور اس ناکامی کا سہرا ہمارے پاکستانی اور عربی ٹیکسی ڈرائیوروں کے سر رہا جنھوں نے اپنی دیانتداری کا ثبوت دیتے ہوئے ہمیں دونوں مرتبہ دھوکے میں رکھا۔ تیسری مرتبہ کا سفر، سفر حج تھا جس میں مناسک حج کی مصروفیات کی وجہ سے ہمارے لئے جبلِ نور کا سفر ممکن نہیں تھا۔ اس مرتبہ یعنی فروری 2020ء میں جب کہ ہمارے قافلے میں چار افراد شامل تھے ہم نے دل میں مصمّم ارادہ کرلیا کہ اس مرتبہ دھوکہ نہیں کھائیں گے۔ ہم گزشتہ تجربات کے ڈسے ہوئے تھے پروگرام یہ بنایا کہ مکّہ پہنچتے ہی سب سے پہلے روز ایک عمرہ کریں گے پھر اگلے روز غار حرا کے سفر کو روانہ ہو جائیں گے تا کہ اس مرتبہ اگر کسی ڈرائیور بھائی نے ہمیں اپنی مومنانہ شان دکھاتے ہوئے دھوکہ دے دیا تو کم از کم مزید دن تو ہمارے پاس ہوں گے جنہیں ہم دوبارہ کوشش کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ اس مرتبہ ہم نے ٹیکسی بلائی اور اس پر خوب اپنے جغرافیائی علم کا رعب ڈالا کہ ہم مکہ کے آس پاس تمام مبارک زیارات کو پہچانتے ہیں۔ بس ہمیں تم شاہراہ نور تک لے جاؤ۔ یہ والا طریق چل گیا ویسے بھی وہ بھلا مانس ڈرائیور تھا۔ہمیں شاہراہ نور تو کیا اس سے بھی آگے جہاں سے پہاڑ کی چڑھائی شروع ہوتی ہے وہاں تک لے گیا۔لیکن وہی نہیں اور بھی گاڑیاں تھیں جو تنگ، ڈھلوانی اور پھسلنی گلیوں پر سے ادھر سے اُدھر ایک دوسرے سے بچ بچا کر بالکل پہاڑ کے نیچے تک مسافروں کو اتار رہیں تھیں۔ خیر! ہم بھی اُترے قریبی دوکانوں سے ٹھنڈے پانی کی بند بوتلیں خریدیں۔ اور پہاڑ کی طرف چل پڑے پہاڑ کے نیچے کھڑے ہو کر کچھ خوشی، خوف، یقین، اور کچھ پالینے کا عزم پیہم اور منزل تک پہنچنے کے جذبے کے ملے جلے احساسات سے جبلِ نور کی بلند قامتی، طوالت، اور وقار ماپنے کی ناکام کوشش کی اور ایک دوسرے کو پہلے آپ پہلے آپ کہتے ہوئے چڑھائی کی طرف چل پڑے۔ پہلے پندرہ منٹ تو رقّت بھرے لہجے سے دُنیا کے سب سے حسین اور اس راہ کے شاید سب سے پہلے مسافر پر درود بھیجتے ہوئے گزر گئے۔ کچھ دور جا کر سیڑھیاں شروع ہوگئیں۔ ایسے لگا بس اب تو یہ بہت آسان ہے کچھ منٹ سیڑھیاں آسان لگیں۔ مگر چند منٹ بعد گنتی بھول گئی کیونکہ سانسیں بھی تو اپنا توازن بھول رہیں تھیں۔

ابھی کتنی سیڑھیاں باقی ہیں

ایک دوسرے کو تسلی اور قریب ہی ہے کا دلاسہ دیتے ہوئے قدم قدم سیڑھیاں چڑھتے رہے۔ کچھ اور آگے بڑھے تو ایسے لگا جیسے اب پہاڑ ختم ہوگیا ہے بس تھوڑا سا فاصلہ ہی اور ہوگا کیونکہ آگے پہاڑ کی اونچائی نظر نہیں آرہی تھی۔ دل میں اطمینان سا ہوگیا۔ اتنے میں واپس آتے ہوئے کچھ لوگ پاس سے گزرے اُن سے پوچھا کہ بس اب تو تھوڑا سفر رہ گیا ہے نا؟ وہ مسافر مسکرائے اور بولے نہیں جی! ابھی بہت آگے جانا ہے۔سوال کیا کہ پہاڑی تو ختم ہوگئی ہے اب نظر نہیں آرہی۔ جواب ملا۔ آگے پہنچو! خود معلوم ہو جائے گا۔

یہ تسّلی نہیں تھی۔ بلکہ تسلّی کے علاوہ اور بہت کچھ تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ سے ہم نے بھی امید لگا رکھی تھی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے حبیب کے صدقے اتنی طاقت ضرور دے گا کہ ہم اوپر تک پہنچ جائیں۔اونچائی کی طرف بڑھتی ہوئی لمبی سیڑھیوں میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے کہیں سے ٹوٹی کہیں سے ثابت یہ سیڑھیاں جو لحظہ بہ لحظہ ہماری توانائی کو ناتوانی میں بدل رہیں تھیں کم ہونے کی بجائے بڑھ رہی ہیں۔ زائرین کی ایک اچھی خاصی تعداد سیڑھیوں کے دونوں اطراف میں اترائی اور چڑھائی کے عمل میں مصروف تھی۔ کہیں کہیں لیموں کا رس یعنی ٹھنڈی ٹھار اسکنجبین بک رہی تھی۔ دوکاندار تازہ رس نکال کر دیتا تھا۔ ہر جگہ رُک کر پینا بھی بہت ضروری تھا۔ پرندوں کا دانہ بیچنے والے بھی راہ میں دانے کی پوٹلیاں لیے بیٹھے تھے۔ چند ایک سوالی بھی تھے جو محض زائرین کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ یاد کرانے کے لئے بیٹھے تھے۔ ان کے پاس زائرین کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا واسطہ دینے کی خوبصورت لفّاظی موجود تھی۔ ان تین قسم کے تاجروں کے علاوہ نور کی اس راہگزر پر ایک اور تجارت بھی ہو رہی تھی۔جس کی تفصیل بیان کرنا بہت ضروری ہے۔ ایسی تجارت جسے چلانے والے خدمت خلق کا نام دیتے تھے۔سب سے پہلے جب ہم ہمیں سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے ایک سیڑھی آدھی نئی سیمنٹ سے بنی ہوئی نظر آئی ہم ذرا سا رکے کہ سیمنٹ کہیں گیلا تو نہیں۔ پاس کھڑے ایک مزدور نما شخص جس کے ہاتھ میں سیمنٹ لگانے والا کھرپہ اور پاس ہی ایک تغاری میں تھوڑا سا گیلا سیمنٹ تھا نے کہا کہ گزر جائیں یہ آپ کے لئے ہی بن رہا ہے۔ کچھ دیر وہاں کھڑے ہوئے تو معلوم ہوا کہ سیمنٹ سے سیڑھیاں مرمت کرنے والے ہر زائر کو یہ کہتے کہ ہم نے نور کے اس راستے میں جہاں ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوتا تھا اُن کے پیروکاروں اور اُن کی محبت میں آنے والے زائرین کے لئے راستے کو آسان بنانے کی خدمت شروع کر رکھی ہے۔ ہم نے کچھ حیرت اور کچھ تجسس سے پوچھا کہ کیا آپ مزدور ہو اور اس وقت اپنی جاب پر ہو اور؟ جواب ملا نہیں۔ ہم یہ محض خدمت خلق کر رہے ہیں۔ تا کہ زائرین کو سیڑھیاں چڑھنے میں آسانی ہو ساتھ ہی مرمّت کرنے والا مزدور یہ بھی کہہ دیتا کہ ایک بوری سیمنٹ کی اتنے درہم کی آتی ہے (رقم خاکسار کو یاد نہیں رہی) اگر کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ایک بوری سیمنٹ کی رقم دے دے تو انہیں یقیناً ثواب ملے گا۔ ایک صاحب نے اپنا نام محمد طفیل بتایا۔ ہم نے جناب محمد طفیل صاحب سے تھوڑی سی بحث کی کہ یہ کام تو گورنمنٹ کا ہے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ گورنمنٹ نے ایک مرتبہ بنا دیا ہے اب وہ نہیں توجہ دے رہی تو ہم تو خدمت خلق کریں نا۔ وہاں نذرانہ دے کر کچھ آگے بڑھے تو ایک اور صاحب محمد علی بھی اسی پوزیشن میں کھڑے تھے۔سب سے اوپر جب ہم بالکل کچھ تھکاوٹ اور زیادہ اس سوچ کے بوجھ کے نیچے دبے ہوئے منزل تک پہنچنے کے قریب تھے کہ آخر ہمارے پیارے آقا کس طرح اس پتھریلے پہاڑ پر بغیر سیڑھیوں کے اوپر جاتے ہوں گے۔ بالکل آخری سیڑھی پر ایک اور صاحب بھی آدھی سیڑھی بنا کر باقی آدھی کے سیمنٹ کا معاوضہ وصول کرنے کے انتظار میں تھے۔ دو تین اور بھی تھے جن سے ہم مخاطب نہ ہو سکے کیونکہ وہ کسی اور کے ساتھ مصروف تھے۔ ہر تھوڑی دیر بعد ہم لوگ سانس لیتے اوپر پہاڑ کو دیکھتے مگر پہاڑ تو ماشاء اللہ ختم ہی ہونے میں نہیں آرہا تھا۔ بہت اوپر جا کر پھر نیچے کی طرف سیڑھیاں اُترنا شروع ہوئیں کچھ موڑ آئے پھر دوبارہ پہاڑ کی چڑھائی شروع ہوگئی۔

جب بھی تھک کر کچھ دیر کو رکتے پہاڑ کے چاروں طرف کے نظارے دیکھتے۔ دل میں بار بار ایک ہی خیال آتا جو سوال بن کر زباں پر آجاتا، جس کا شاید ہمیں کبھی بھی جواب نہیں ملے گا۔ کہ آخر کیا وجہ ہو گی کہ مکّہ کی قریبی پہاڑیاں اور غاریں چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کے لئے یہ جگہ منتخب کی جہاں گہری خاموشی اور تنہائی تھی۔ جبکہ اس وقت نہ کوئی میوزک کا شور تھا اور نہ ہی کثرت افراد اور ہجوم کی گہما گہمی تھی۔ ایسے میں شہر سے دور آکر ایک اندھیری تاریک غار میں کئی کئی دن گزارنا۔عبادت کسی قریبی پہاڑی پر بھی ہوسکتی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے بھید وہی جانے اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا حکمت تھی یہ تو وہی جانتا ہے۔

حبیبِ کبریاؐ کا غارِحرا تک کا سفر

تاریخِ اسلام میں نبّوت کے بعد کے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی شجاعت وجرأت کے بہت سے واقعات لکھے ہیں جو خارق عادت تصور کئے جاتے ہیں مگر غار حرا کی گھمبیر خاموشی اور تاریکی میں راتیں گزارنے کا یہ واقعہ تو نبوت سے پہلے کا ہے۔ کوئی تو ایسی طاقت تھی جو آپ کو نبّوت سے پہلے بھی عطا کردہ تھی۔ اس کے ساتھ ہی تاریخ اسلام سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بعض دفعہ کھانا دینے یا کسی اور کام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غارِحرا میں آئے تھے (واللہ اعلم یہ بات کہاں تک درست ہے! تاریخ کی کتب میں حضرت خدیجہؓ کے متعلق بھی لکھا ہے کہ وہ بھی ایک آدھ مرتبہ غارِحرا میں تشریف لائیں تھیں) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو یقیناً نبّوت سے پہلے بھی کوئی خاص خدا کی طرف سے طاقت ہو گی مگر ان کے غلام اور زوجہ مطہرہ کے ساتھ بھی خدا کی طرف سے کوئی خاص مدد ضرور شامل حال تھی۔ اللہ اکبر۔ جب

سے تاریخ اسلام پڑھنے اور سمجھنے کا شعور ملا ہے غار ثور اور غار حرا والے واقعات کو پڑھتے اور سنتے ہوئے انسان ایک لمحے کو ٹھٹکتا ضرور ہے کہ کیسے کوئی انسان رات کی تاریکی میں ان غاروں میں جاکر رہ سکتا ہے۔ اب غار حرا تک پہنچ کر یہ خیال شدّت سے آیا کہ غارِ ثور میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے یارِ غار حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ بھی تھے دن کے وقت حضرت عبداللہؓ بھی آتے رہے، عامر بن فہیرہ بھی بکریاں چرانے کے بہانے آئے۔ مگر غار حرا تو بالکل ایسی جگہ پر ہے جہاں کی آواز بھی کسی آبادی والی جگہ پر نہ جاسکتی تھی یہاں ایک اکیلا شخص کیسے آکر کئی کئی دن رہ سکتا ہے۔ ہم سیڑھیاں چڑھتے اور اللہ تعالیٰ کے معجزات کو یاد کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔

سیڑھیاں چڑھتے اور اللہ تعالیٰ کے معجزات کو یاد کرتے ہوئے آخر کار منزل آگئی ہم سانسیں اور اپنے جذبات مجتمع کرتے ہوئے لوگوں کے ہجوم کی طرف بڑھے جہاں ایک چائے خانہ ہے ایک تھڑا سا نماز پڑھنے کے لئے بنا ہوا ہے۔ ہماری نظریں غار کو تلاش کر رہیں تھیں کچھ اور آگے بڑھے تو بہت سے لوگ لوہے کے ایک جنگلے پر جھکے ہوئے نظر آئے۔ ابھی تک تو ہمارے لئے اشتیاق ہی تھا کہ اس غار کے تقدّس کو ہم کیسے دیکھیں گے جہاں سے اسلام کا نور پھوٹا تھا۔ کیا ہم وہاں نوافل ادا کرسکیں گے یا نہیں؟ اس جنگلے تک پہنچے تو عجب منظر نظر آیا۔ جنگلے سے نیچے زائرین کا ایک جمِ غفیر تھا۔ جو غار کے منہ کے آگے اپنے نوافل کی ادائیگی کے انتظار میں کھڑا تھا۔ جن میں بڑی عمر کے عورتیں، مرد اور نوجوان لڑکے لڑکیاں بھی تھیں۔ ہم لوگ جنگلے کے ساتھ بیٹھ گئے اور نیچے اس محبت اور جذبے سے پُر جوش ہجوم کو دیکھتے رہے۔ جنگلے کے ساتھ اس لئے بیٹھ گئے کہ ٹھیک ہے رسولِ خدا سے محبت تو ہمیں بھی ہے! ہم بھی خرابیٔ صحت، گھٹنوں اور پیروں کی تکالیف کے باوجود یہاں آنے کی تمنا لئے پہنچے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ یہاں پہنچنے میں ہمارا کوئی ہاتھ یا بہادری نہیں یہ تو ہمارے خالق و مالک نے ہمارے بزرگوں کی کوئی نیکی قبول کرلی ہے اور ہمارے گناہوں کی پردہ پوشی کرتے ہوئے یہاں تک لے آیا ہے۔ ورنہ اپنے میں تو کوئی ہمّت نہیں تھی۔ چڑھائی چڑھتے ہوئے راستے میں بار بار سوچا کہ بس کردوں یہیں بیٹھی رہوں۔ میرے ساتھی ہمّت والے ہیں وہ جائیں میں یہیں بیٹھ کر حبیبِ کبریا پر درود بھیجتی رہتی ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ میرا آج کا درود قبول کر لے۔ راستہ تو وہی ہے نا جہاں سے محمد مصطفیٰؐ آیا اور جایا کرتے تھے۔ اور جہاں سے نبّوت کا وہ بوجھ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

’’اگر میں یہ بوجھ پہاڑوں پر ڈالتا تو وہ ریزہ ریزہ ہوجاتے‘‘ تنِ تنہا اُٹھا کر اُترے تھے۔ جبرئیل تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بوجھ ڈال کر چلے گئے تھے۔ پہاڑ سے واپس بھی تو آنا تھا۔ بات ہو رہی تھی غار حرا کے باہر کے ہجوم کی۔ بہر حال بہت سے لوگ ایسے تھے جن کو پسند نہیں تھا کہ اتنی دھکم پیل کر کے اندر جایا جائے۔ کیونکہ یہاں بھی حجر اسود والا حال ہو رہا تھا۔ ہم نے وہیں بیٹھے بیٹھے غار کے دھانے کو اپنی نظروں میں سمایا اور درود شریف پڑھتے رہے۔ جب واپس جانے کے ارادے سے اُٹھ کر کھڑے ہوئے تو سامنے کھڑی ایک خاتون نے مجھے پہچانا میں نے ان کو پہچانا اور پوچھا کہ یہاں پہنچ گئی ہو۔ اُنہوں نے فاتحانہ انداز سے سر ہلایا وہ جس جذبے سے سرشار تھیں اُنہیں دیکھ کر مجھے رشک آرہا تھا یہ کیسے یہاں پہنچ گئی ہیں۔ اس خاتون کا معاملہ یہ تھا کہ چڑھائی چڑھتے ہوئے رستے میں میں نے ان کو اُلٹیاں کرتے دیکھا۔ میں ان کے پاس گئی انہیں جوس پلایا، ذرا ان کے ہوش بحال ہوئے تو انہیں بہت سمجھایا کہ بس اب اور اوپر مت جانا کیونکہ آپ کی طبیعت بہت خراب ہے۔ لگتا تھا کہ اُن خاتون نے میری بات مان لی ہے اور اب یہ مزید چڑھائی نہیں چڑھیں گی۔ لیکن اب انہیں دیکھ کر سخت حیران ہوئی اور مجھے سوچنا پڑا کہ یہ خاتون مجھ سے زیادہ رسولِ خدا سے محبت کرتی ہیں۔ پھر اس پر طرّہ یہ کہ وہ غار کی طرف چل پڑیں۔ جہاں ہم جانے سے گھبرا رہے تھے۔

غارِ حرا کی چھت پر

غار کی طرف جانے والی سیڑھیاں الگ ہیں کیونکہ جہاں سے ہم غار دیکھ رہے تھے اس سے دس پندرہ سیڑھیاں اور نیچے کی طرف تھیں اس کے بعد غار کی طرف رستے کا رُخ مڑتا تھا۔ وہ خاتون مجھ سے کہنے لگیں کہ تم نیچے نہیں گئی میں تو جارہی ہوں۔ میں نے ذرا آگے ہو کر دیکھا کہ چند سیڑھیاں ہیں جو نیچے جارہی ہیں۔ اور کچھ بوڑھی بوڑھی خواتین غار کی زیارت کر کے واپس اوپر کو چڑھ رہی ہیں۔ اتنے میں میری ساتھی واپسی کی طرف مڑ گئی تھیں۔ مجھے میرا تجسس سیڑھیوں کی طرف لے گیا۔ کچھ اور آگے بڑھی۔ کچھ اور۔ غار تک پہنچنا تو مجھ عاجز کے بس میں نہیں تھا نہ ہی ارادہ تھا، ویسے بھی غار تک جانے کا رستہ تین بڑے بڑے گول پتھروں سے ڈھکا ہوا ہے، جو انتہائی تنگ رستہ ہے۔ اب یہ بات ہمیں کون بتائے کہ کیا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی یہ رستہ ایسے ہی تھا یا وقت نے چھت کے پتھر سرکا کر رستہ تنگ کردیا ہے (واللہ اعلم) اس جگہ ایک تخت رکھا تھا جہاں ایک زائر خاتون نوافل ادا کر رہی تھیں۔ میرے حساب سے یہ جگہ بالکل غار کا پیچھے کا حصہ بنتی تھی۔ اب مجھے کچھ یاد نہیں رہا کہ میرے ساتھ میرے ساتھی بھی ہیں۔ ایک جذب کی کیفیت میں میں وہیں کھڑی تھی جہاں ایک تنگ رستہ تھا اور زائرین غار تک جارہے تھے۔ یہ غار سارا پہاڑ گزار کر بالکل کونے میں پہاڑ کے پہلو میں تین بڑے بڑے پتھروں کے درمیان واقع ہے۔ اس تک پہنچنے کے لیے ساٹھ ستر میٹر نیچے مغرب کی سمت جانا پڑتا ہے۔ نشیب میں اتر کر راستہ پھر بلندی کی طرف جاتا ہے جہاں پر یہ غار واقع ہے۔ غار پہاڑ کے اندر نہیں بلکہ اس کے پہلو میں تقریباً خیمے کی شکل میں اور ذرا باہر کو ہٹ کر ہے۔ بادی النظر میں دیکھنے سے ایسے لگتا تھا جیسے تین چٹانی تختے ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح ٹکے ہوئے ہیں کہ مثلث جیسے منہ والا غار بن گیا ہے۔ ایک بات بعد میں معلوم ہوئی کہ غار کا رخ ایسا ہے کہ سارے دن میں سورج اندر نہیں جھانک سکتا۔ خاکسار نے بھی سوچا غار نہ سہی اس جگہ بھی تو آنحضور ﷺ کھڑے ہوتے ہی ہونگے نا۔ یا گزرتے ہونگے۔ یہ خیال آتے ہی ہم نے بھی ان خاتون کے ساتھ نوافل ادا کرنا شروع کردیے۔ نفل پڑھ کر گردن گھمائی تو ایک مہربان ساتھی میرے انتظار میں میرے کھڑی تھی۔ میں نے اس سے کہا اب یہاں تک آگئے ہیں، غار کے دھانے تک جانا بوجہ رش ہمارے لئے ممکن نہیں تو کیوں نہ چھت پر چڑھ کر دیکھیں۔ اس سوچ کے ساتھ ہی میں نے اپنے سامنے کے پتھروں پر قدم رکھے اور چند قدم آگے بڑھے تو دیکھا کہ دو اڑھائی میٹر کی چٹان تھی جس پر آسانی سے چڑھا گیا۔۔

ذرا آگے ہو کر دیکھا تو سامنے غار کے دھانے پر کھڑا ہجوم نظر آگیا۔ گویا اب خاکسار غار حرا کی چھت پر تھی۔ غار حرا کی وہی چھت جس پر جبرئیل اترے تھے اور جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کا پیغام دیا تھا جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظ اقراء پڑھنے کو کہا اور پھر پڑھ کر سنایا تھا۔ اُس چھت پر میرے جیسی گناہگار، کم ہمّت، کمزور، اور خطاؤں سے بھری ہوئی جھنگ کی مٹّی میں پیدا ہونے والی کھڑی تھی۔ میرے جیسی کم مائیہ ہستی کے لئے یہ بہت بڑا معجزہ تھا۔ (سنا ہے کہ غار میں قبلہ رُخ ایک دراڑ سی ہے جہاں سے خانہ کعبہ نظر آتا ہے) یہ بات کہاں تک درست ہے جو اندر گئے ہوں گے انہیں زیادہ علم ہوگا۔ ہوسکتا ہے ایسا ہو! کیونکہ غار تک پہنچ کر تو مسجد الحرام کے مینارے نظر آنا شروع ہوجاتے ہیں کچھ عرصہ پہلے تک جب اس کے گرد اونچی اونچی عمارتیں نہیں تھیں تب خانہ کعبہ بھی صاف نظر آتا تھا۔

غارِ حرا سے واپسی

اب واپسی کا سفر شروع ہوا۔ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ واپسی آسان ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہاں سفر قدرے تیز ہے۔ مگر اُترنا آسان نہیں! اُترتے ہوئے گھٹنے زیادہ پریشان کرتے ہیں۔ اوپر جاتے ہوئے کچھ چیزیں نظروں میں نہیں سمائیں یا شاید منزل پر پہنچنے کا بوجھ ذہن پر سوار تھا۔ اس لئے کچھ چیزیں جن کا مشاہدہ ہونا چاہئے تھا وہ مشاہدے میں نہیں آئیں۔ اترائی.اترتے ہوئے ذہن پر کوئی بوجھ نہیں تھا، محض ایک خوشی، تشکر کا احساس تھا۔ اس لئے اب بہت سی چیزیں نظر آرہی تھیں جو چڑھائی چڑھتے ہوئے محسوس نہیں ہوئیں۔ ان میں سے ایک چیز بہت ہی بھلی لگی۔ یہ ایک بڑی پرات کے جتنا بیضوی شکل کا مٹی گارے سے لپا ہوا ایک ننھا سا چھوٹا سا حوض دو چار جگہوں پر بنا ہوا تھا اور ان میں پانی بھی تھا۔ یہ چھوٹے چھوٹے حوض بہت ہی اچھے لگ رہے تھے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ لوگوں نے پرندوں کے پانی پینے کی جگہیں بنا رکھی ہیں۔ ہم انہیں مٹی کی ننھی ننھی سبیلیں بھی کہہ سکتے ہیں جو انسانوں کے لئے نہیں پرندوں کے لئے تیار کی گئیں تھیں۔ سب پہاڑ کے بہت اوپر بلکہ بالکل آخری حصے پر بنائی گئی تھیں۔ شاید اس لیے کہ شروع کا رستہ تنگ ہے بالکل آخر میں جاکر پہاڑ قدرے چوڑا ہوجاتا ہے۔ جہاں لوگوں کے بیٹھنے کی بھی جگہ تھی۔ یقیناً مقامی لوگوں کے لئے کوئی اپنی سوچ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مخلوق خدا کے لئے کچھ نہ کچھ کرنے کا موقعہ بنتا رہتا ہوگا۔ غار حرا تک پہنچنے کا سارا سفر، وہاں رکنا، نوافل ادا کرنا، جگہ جگہ سانس لینا، تصاویر لینا، نماز ظہر اور عصر ادا کرنا اور پھر واپس اسی راستے سے نیچے آنے تک پورے چار گھنٹے لگ جاتے ہیں۔

ایک بات جو بڑی شدت سے محسوس کی گئی اور اب بھی کبھی ذہن اس طرف چلا جائے تو ایک خیال آتا ہے۔ کہ چڑھائی چڑھتے ہوئے اور اُترتے ہوئے تمام وقت میں ہم نے محسوس کیا کہ دو سے تین لوگ غالباً مشرقی یورپ کے باشندے تھے۔ اس کے علاوہ ننانوے فیصد زائرین پاکستان کے دیہاتی علاقوں کے تھے۔ عمامے پہننے والے بھی ہم نے وہاں نہیں دیکھے۔ ہاں پاکستان کی ایسی خواتین تھیں جو وہاں بھی چادریں ہی لیتی ہوں گیں، یہاں آنے والی بھی زیادہ تر چادروں میں ہی لپٹی ہوئی تھیں۔ ان زائرین میں بہت کم لوگ ایسے تھے جو پاکستان کے ماڈرن یا تعلیم یافتہ شہری کہلائے جاتے ہیں۔

دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 113 میں حضرت مصلحِ موعودؓ اس غار کے متعلق لکھتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر جب تیس سال سے زیادہ ہوئی تو آپ کے دل میں خدا تعالیٰ کی عبادت کی رغبت پہلے سے زیادہ جوش مارنے لگی آخر آپ شہر کے لوگوں شرارتوں، بدکاریوں اور خرابیوں سے متنفّر ہو کر مکّہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی کی چوٹی پر پتھروں سے بنی ہوئی ایک چھوٹی سی غار میں خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے لگ گئے۔ حضرت خدیجہؓ چند دن کی غذا آپؐ کے لئے تیار کر دیتیں۔ آپ وہ لے کر حرا میں چلے جاتے تھے اور اُن دو تین پتھروں کے اندر بیٹھ کر خدا تعالیٰ کی عبادت میں رات اور دن مصروف رہتے تھے۔ آگے لکھتے ہیں۔ چالیس سال کے ہوئے تو آپؐ نے ایک کشفی نظّارہ دیکھا کہ ایک شخص آپؐ کو مخاطب ہو کے کہتا ہے ’’پڑھیئے‘‘ آپ نے فرمایا میں تو پڑھنا نہیں جانتا۔ اس پر اُس نے دوبارہ اور سہ بارہ کہا اور آخر پانچ فقرے اس نے آپ سے کہلوائے۔ یہ وہ قرآنی ابتدائی وحی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اس کا مفہوم یہ ہے کہ تمام دُنیا کو اپنے رب کے نام پر جس نے تجھ کو بھی اور سب مخلوق کو بھی پیدا کیا ہے پڑھ کر آسمانی پیغام سنا دے۔

مدثر ظفر

سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کا استعمال
بحیثیت والدین آپ کے لئے کن باتوں کا جاننا ضروری ہے؟

اسّی کی دھائی میں پروان چڑھنے والی ہم وہ آخری نسل ہیں جس نے خطوط لکھنے، پڑھنے اور پوسٹ کرنے کا زمانہ دیکھ رکھا ہے۔ ٹیلی فون کی سہولت اور اس کے بعد عام صارف تک موبائل فون جیسے سستے اور تیز ترین رابطہ کی سہولت نے خطوط کے ذریعے رابطوں کو تاریخ کا حصہ بنا دیا ہے۔

باہمی رابطے کا یہ جدید ذریعہ جس طرح عام ہوتا جا رہا تھا اسی طرح خطوط والا یہ سلسلہ بھی رفتہ رفتہ دم توڑتا رہا۔ موجودہ صدی کے آغاز تک ترقی پذیر ممالک میں بھی محض خیریت و پرسش احول کی غرض سے خطوط لکھنا تقریباً ناپید ہوچکا تھا جو مزید سمٹ کر اب محض دفتری اغراض تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ گو کہ کافی حد تک ای میل اور دستاویزات کی آن لائن ترسیلات کے باعث اس میں بھی کمی آ چکی ہے۔

انسانی ارتقاء کے دوران متنوع زبانوں کے وجود میں آنے کے ساتھ لکھنے پڑھنے کا سلسلہ شروع ہوا تو خط و کتابت نے محض رابطہ کی ضرورت سے آگے بڑھتے ہوئے ادبی صنف کی حیثیت اختیار کر لی۔ کم و بش دنیا کی ہر بڑی زبان میں خطوط ادب کا لازمی حصہ ہیں۔ کئی مکتوبات کو تاریخی دستاویزات کے طور پر دیکھا جاتا ہے اور ایسے بے شمار مکتوبات کی ایک طویل فہرست ہے جو جامعات کے تعلیمی نصاب کا حصہ ہیں اور خطوط کا تذکرہ محض تعلیمی نصابی سرگرمیوں کا حصہ ہی رہ گیا ہے۔

موجودہ نوجوان نسل جس نے رابطوں کے لیے مہیا جدید ترین سہولیات کے دور میں آنکھ کھولی ہے، ان کے والدین نے خطوط کا وہ زمانہ دیکھ رکھا ہے جس میں غلط روابط کا امکان بہت حد تک کم تھا۔ اس کے برعکس رابطوں میں جدت آنے سے صورتحال زیادہ سنگین ہوگئی ہے۔ دو اشخاص کے درمیان باہمی رابطوں میں ایسا بہت کچھ ہوتا ہے جس سے ان کے بارے میں جاننا نہایت آسان ہوتا ہے۔ بالخصوص تب جب دو انجان شخص ایک دوسرے سے رابطے میں ہوں تو دھوکہ دہی کا امکان سو فیصد تک موجود ہوسکتا ہے۔

انٹرنیٹ نے باہمی رابطوں کو جس طرح سہل بنا دیا ہے اس کا اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ جہاں اس کے مثبت پہلوؤں سے انکار ممکن نہیں وہیں اس کی بے شمار قباحتیں نوجوان نسل کے والدین کو پریشان کئے رکھتی ہیں۔ اس کی بڑی وجہ والدین کا انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے استعمال سے بالکل نابلد ہونا ہے۔

پاکستان جیسا ملک جہاں شرح خواندگی ہی 60 فیصد ہے۔ یعنی کل آبادی کا 40 فیصد تو ایک طرف رکھ دیں اور جو باقی 60 فیصد پڑھا لکھا طبقہ ہے ان میں سے بھی ایک بڑی تعداد انٹرنیٹ کے استعمال سے ہی ناواقف ہے۔ حتٰی کہ عام مشاہدہ کی بناء پر وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ سوشل میڈیا کی سدھ بدھ رکھنے والے والدین کی جو تھوڑی بہت تعداد ہے ان کی اکثریت بھی انٹرنیٹ کے استعمال کو صرف واٹس ایپ اور فیس بک کی حد تک ہی جانتی ہے یا محض وڈیو یا آڈیو کال کرنے کو ہی انٹرنیٹ کی کل کائنات سمجھتے ہیں۔ ایسے والدین انٹرنیٹ سرفنگ کے بارے میں نہیں جانتے، وہ نہیں جانتے کہ سرچ انجن کون کون سے ہیں اور ان کا کیا استعمال ہوتا ہے۔ اے پی کے ایپس اور وی پی این کیا ہوتے ہیں اور کن مقاصد کے لیے انہیں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کون کون سی ایپ ہیں جن کی مدد سے چیٹنگ اور آڈیو، وڈیو کالز کی جا سکتی ہیں۔

حقیقت ہوش ربا ہے، آج پندرہ سال کے ایک بچے کو پندرہ منٹ میں اتنے فحش مواد تک بالکل مفت میں رسائی حاصل ہے اور وہ اتنا کچھ دیکھ سکتا ہے جتنا ماضی میں ایک امیر ترین شخص اپنی ساری دولت خرچ کر کے بھی نا دیکھ پاتا۔

اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ انٹرنیٹ، سمارٹ فون اور سوشل میڈیا پلیٹ فارم کا شمار سماجی رابطوں کے تیز ترین ذرائع میں ہوتا ہے اور ہر قسم کی معلومات تک آسان رسائی سے دنیا میں ایک انقلاب پیدا ہوا ہے۔ آن لائن کئی طرح کی نوکریاں دستیاب ہیں اور گھر پر رہتے ہوئے پیسہ کمانے کا ایک وسیع میدان آپ کی ہتھیلی پر موجود ہے۔ اپنی تمام تر مفید خصوصیات کے باوجود نوجوان نسل کا نشے کی حد تک اس کا عادی ہونا اور اس کا منفی استعمال پوری دنیا کے لیے ایک چیلنج بنا ہوا۔ اس میں روز افزوں ترقی اور نت نئی اصلاحات کی وجہ سے ایسا تو تقریباً ناممکن ہے کہ آپ اپنے بچوں کو اس کے استعمال سے بالکل ہی روک دیں۔ البتہ اس حوالہ سے آپ اپنے بچوں کے بارے میں تشویش میں مبتلاء ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ اس کے استعمال سے بے راہ روی کا شکار نا ہوں اور کسی کے بہکاوے میں نا آئیں توں چند باتوں کا آپ کے علم میں ہونا نہایت ضروری ہے۔

اگر آپ نے بلوغت میں قدم رکھ رہے اپنے بچوں کو بالکل آزادانہ انٹرنیٹ کے استعمال کی اجازت دے رکھی ہے تو اس بات کا قوی امکان موجود ہے کہ ان کی رسائی فحش مواد تک ہوچکی ہے۔ اسے چیک کرنے کا طریقہ آپ کو سیکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر اس کے فون، ٹیبلٹ، لیپ ٹاپ وغیرہ میں موجود براؤزر جن میں گوگل، یوسی، اوپیرا، یاہو، فائر فوکس وغیرہ کی سرچ ہسٹری بالکل صاف ہے یا ان ایپس کو لاک لگا ہوا ہے تو یہ دیکھ کر آپ کو بالضرور تشویش میں مبتلاء ہو جانا چاہیے۔ اگر ہر دو دن بعد براؤزر کی سرچ ہسٹری صاف ہو رہی ہے تو اس کا واضح مطلب ہے کہ وہ کچھ ایسا ضرور دیکھ رہا ہے جس کے بارے میں وہ چاہتا ہے کہ آپ کو اس کا پتہ نا چلے۔ اگر وہ میسجنگ ایپس جن میں واٹس ایپ، فیس بک میسنجر، انسٹاگرام، ٹیلی گرام وغیرہ کے مسیجز باقاعدگی سے ڈلیٹ کرتا ہے تو یقیناً وہ ان پر ایسی گفتگو کر رہا ہے جسے وہ آپ سے خفیہ رکھنا چاہتا ہے اور چند احتیاطی تدابیر پر عمل کر کے ان مضمرات سے کافی حد تک بچا جا سکتا ہے۔

سب سے پہلے بطور والدین آپ کو خود سمارٹ فون، ٹیبلٹ، لیپ ٹاپ اور کمپیوٹر کے بارے میں بنیادی معلومات ہونا ضروری ہیں اور پتہ ہونا چاہیے کہ انہیں چلانا کیسے ہے اور چیک کیسے کرنا ہے۔

آج کئی طرح کے سرچ انجن اور براؤزر دستیاب ہیں۔ کوشش کریں کہ گوگل سرچ ہی فون، ٹیبلٹ وغیرہ میں انسٹال ہو یہ نسبتاً محفوظ ہے اور اس پر مرضی کی سیٹنگ رکھنا آسان ہے۔

سرچ ہسٹری چیک کرنے کا طریق یہ ہے کہ آپ بچوں کے موبائل فون، لیپ ٹاپ، کمپیوٹر وغیرہ میں موجود براؤزر کھولیں اور اس کی سرچ ہسٹری کھول کر دیکھیں۔ کم و بیش تمام براؤزرز میں ایک جیسا انٹرفیس ہی ہوتا ہے، اوپر دائیں کونے میں تین نقطے ہوتے ہیں ان پر کلک کرنے سے ایک باکس کھل جائے گا۔ اس میں بہت سارے آپشن کے ساتھ History کا بھی آپشن ہوتا ہے اس پر کلک کرنے سے ان تمام ویب سائٹس کی لسٹ آ جائے گی جو اس میں سرچ کی گئی ہوں گی۔ اسی طرح اگر آپ کے بچے نے موبائل فون میں موجود چیٹنگ ایپس جیسا کہ واٹس ایپ، فیس بک میسنجر، انسٹاگرام اور ٹیلی گرام وغیرہ کو لاک کر رکھا ہے تو یہ بھی فکر والی بات ہے۔ اگر ان ایپس کو لاک نہیں کیا ہوا لیکن اس کے کونٹیکٹ میں موجود کوئی ایسا فرد ہے جس کے ساتھ وہ بات کرتا لیکن بات کرنے کے بعد چیٹ ڈلیٹ کر دیتا ہے تو اس کا واضح مطلب کہ وہ اس کے ساتھ ایسی باتیں کر رہا جنہیں وہ خفیہ رکھنا چاہتا ہے۔

موبائل فون میں کوئی بھی APK apps انسٹال نا ہوں۔ اے پی کے ایپس نان آفیشل ہوتی ہیں جو نا صرف موبائل فون سے ڈیٹا چراتی ہیں بلکہ غیر معیاری اور نازیبا مواد کو بھی دکھاتی رہتی ہیں۔

GB whatsapp بھی ’’اے پی کے‘‘ ایپ ہے جو اپنے منفرد فیچرز کی وجہ سے نوجوانوں میں بہت مقبول ہے۔ واٹس ایپ کے متبادل کے طور پر اسے ہرگز استعمال نا کریں۔

سولہ سال کی عمر تک کے بچوں کو ہر وقت موبائل فون ہاتھ میں نا رکھنے دیں۔ بلکہ کوشش کریں کہ ان کو پرسنل فون رکھنے کی اجازت بھی نا ہو، وہ والدین میں سے ہی کسی کا فون استعمال کریں اور اس کے لیے بھی مخصوص اوقات ہوں۔ اگر آپ بچوں کو ان کے ذاتی سمارٹ فون مہیا کر رکھے ہیں تو آپ اپنے موبائل فون سے بھی ان کے فون پر ہونے والے تمام حرکات پر نظر رکھ سکتے ہیں۔

اس مقصد کے لیے کافی ساری ایپس آپ کو مل جائیں گی۔ ایسی ہی ایک ایپ FamiGuard کے نام سے گوگل پلے اسٹور پر موجود ہے۔ اپنے سمارٹ فون میں انسٹال کر کے یوٹیوب سے اسے استعمال کرنے کا طریقہ باآسانی سیکھ سکتے ہیں۔ اس ایپ کی مدد سے آپ اپنے بچے کے فون میں ہونے والی تمام حرکات پر نظر رکھ سکیں گے۔ اس کی موجودہ لوکیشن جان سکیں گے۔ ناپسندیدہ ایپس کو بند کر سکیں گے۔ بچہ صرف انہی کونٹیکٹس سے رابطہ کر سکے گا جن کی اجازت آپ نے دی ہوگی۔ حتٰی کہ آپ بچے کے فون استعمال کرنے کے اوقات کو بھی سیٹ کر سکیں گے۔ ان اوقات کے علاوہ بچے کا فون لاک رہے گا اور صرف مخصوص اوقات میں ہی ان لاک ہوگا۔ آپ کے ہاتھ میں انتخاب ہوگا کہ بچہ فون سے کیا اور کس قسم کی سرچ کرے اور کس طرح کی سرچ کے نتائج اس کے فون میں شو ہی نا ہوں۔ نیز اسی طرح کے کئی آپشن ہیں جن کا طوالت کے خوف سے ذکر عمداً چھوڑ دیا ہے۔

گھر میں موجود کمپیوٹر، لیپ ٹاپ ایسی جگہ رکھیں جہاں آتے جاتے اسکرین پر آپ کی نظر اس پر پڑتی رہے۔ تیرہ سے سترہ سال کی عمر ایسی ہوتی ہے جس میں بچے، بالخصوص بچیوں کے بڑی آسانی سے کسی سے متاثر ہو کر بہکاوے میں آنے کے قوی امکانات ہوتے ہیں۔ بچوں کو اپنے سکول ٹیچرز سے بات کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ اگر ان سے رابطہ کرنا ناگزیر ہو تو اس بات کو ممکن بنائیں کہ وہ آپ کے سامنے اور آپ نگرانی میں ان سے بات کریں۔ اور آن لائن کلاسز کی صورت میں بھی اپنے سامنے کلاسز میں حاضری کو ممکن بنائیں۔

یہ ضروری نہیں کہ بچے فحش مواد عمداً سرچ کر کے دیکھیں۔ بالعموم انٹرنیٹ پر سکرول کرنے کے دوران بعض نامناسب اشتہارات خود کار طریقے سے بھی نمودار ہو جاتے ہیں۔ انٹرنیٹ کا الگورتھم اس طریقے سے ترتیب دیا گیا ہے کہ ایک بار اگر کوئی چیز سرچ کی جائے یا ایسے ہی کسی لنک کو یا اشتہار پر کلک کر کے اسے کھول لیا جائے تو سرفنگ کے دوران اسی سے تعلق رکھنے والی چیزوں کے اشتہارات، ویب سائٹس وغیرہ دکھائی دینے لگتی ہیں۔ بچوں کے زیر استعمال موبائل، ٹیبلٹ وغیرہ کے براؤزر میں درج ذیل تبدیلیاں کر کے اس ممکنہ مسئلہ سے کافی حد

بقیہ صفحہ 5 پر

فی امان اللہ
خدا حافظ و ناصر

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

نہایت پیارے قارئین روزنامہ الفضل آن لائن لندن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر روزنامہ الفضل آن لائن لندن، الفضل انٹرنیشنل میں ضم ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس انضمام کو جماعت اور احباب جماعت کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

الفضل آن لائن لندن کے پلیٹ فارم سے آپ مؤرخہ 22/ مارچ 2023ء کو آخری شمارہ بعنوان خصوصی نمبر یوم مسیح موعودؑ جزو 2 ملاحظہ کرسکیں گے اور 23/ مارچ 2023ء سے سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل ان شاء اللہ روزنامہ الفضل انٹرنیشنل کے طور پر آپ کے ہاتھوں میں ہوگا۔

قریباً عرصہ سوا تین سال میں الفضل آن لائن لندن کے 924 کے قریب شمارے منظر عام پر آئے جن میں کئی خصوصی نمبرز بھی شامل ہیں۔ ان شماروں کی تیاری اور کامیابی میں آپ قارئین کرام، کارکنان وممبران ٹیم الفضل، کارکنان آئی ٹی ٹیم، مترجمین کی ٹیم، نمائندگان، رضا کارانہ خدمت بجالانے والے مرد حضرات و خواتین، مضمون نگار، مراسلہ نگار، شعرائے کرام اور 40 سے زائد کتب کو ترتیب دینے والے بہت سے کرمفرماؤں کی شبانہ روز محنت، ترویج و تشہیر کے لئے کوششیں، دعائیں اور مدد شامل حال رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ روزنامہ الفضل آن لائن لندن بہت مختصر عرصہ میں ہزاروں سے نکل کر لاکھوں اخبار بینوں کے ہاتھوں میں جانا شروع ہوا۔ الحمد للہ علی ذالك

ادارہ ان تمام قربانیوں، محنت اور معاونت کرنے پر جزاکم اللہ تعالیٰ خیراً فی الدنیا والآخرہ کی دعا دیتے ہوئے آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ سے رخصت ہورہا ہے۔ آپ کے بے مثال تعاون پر خاکسار نہایت ممنون ہے اور ایک خط کے ذریعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کی درخواست کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر آن آپ کے ساتھ ہو اور اپنے انعامات و فیوض سے نوازتا چلا جائے۔ رمضان کے مبارک ایام میں خصوصی طور پر مجھے اور میرے ساتھ الفضل آن لائن کو پروان چڑھانے والے تمام دوستوں ومستورات کو جن میں سے بعض نے پردہ کے پیچھے رہ کر الفضل کی خدمت کی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ہرانسان دوسرے انسان سے کچھ سیکھتا رہتا ہے۔ خاکسار کو آپ تمام سے ہی کچھ نہ کچھ سیکھنے کو ملا ہے۔ فجزاکم اللہ تعالیٰ

خاکسار سے مؤرخہ 23/ مارچ 2023ء سے درج ذیل میل، ٹیلی فون اور واٹس ایپ نمبرز پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

hanifahmadmahmood@hotmail.com

+447376159966

خدا حافظ! كَانَ اللّٰهُ مَعَكُمْ۔ نَفَّعَ اللّٰهُ بِكُمْ وَرَفَعَ قَدْرَكُمْ

خاکسار آخر میں الفضل انٹرنیشنل کے کارکنان کے لئے بھی دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے لگائے ہوئے اس درخت کو عمدگی سے پروان چڑھانے کی توفیق دے اور ان کا حامی و مددگار ہو۔ آمین

حنیف محمود

ایڈیٹر

روزنامہ الفضل آن لائن لندن

15/ مارچ 2023ء

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

لئیق احمد عاطف۔ مبلغ سلسلہ وصدر جماعت مالٹا

مالٹا میں جلسہ یوم مصلح موعود

جماعت احمدیہ میں 20/ فروری کا دن پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے خاص طور پر یاد رکھا جاتا ہے اور جماعتوں میں یوم مصلح موعود کے حوالے سے جلسے بھی ہوتے ہیں۔ یوم مصلح موعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کی پیدائش کی یاد میں نہیں منایا جاتا بلکہ ایک پیشگوئی کے پورا ہونے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ مسلمہ مالٹا کے ممبران کو بھی امسال بھرپور رنگ میں جلسہ مصلح موعود منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز حافظ وقاص احمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم مع اردو اور انگریزی ترجمہ سے کیا۔ بعد ازاں اپنی مترنم آواز میں مکرم ناصر محمود صاحب نے حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعائیہ نظم ’’بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے‘‘ پیش کی۔ پیشگوئی مصلح موعود کے بابرکت الفاظ دہرانے کی سعادت مکرم مصور احمد صاحب کو ملی۔ انگریزی اور اردو زبان کے باہمی امتزاج سے بھرپور مفصل تقریر بعنوان ’’پیشگوئی مصلح موعود کی اہمیت اور عظمت‘‘ مکرم رؤف احمد بابر صاحب نے پیش کی۔ مکرم نعمان احمد عاطف صاحب نے نظم ’’ہے دستِ قبلہ نما لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ‘‘ پیش کر کے پروگرام کو چار چاند لگائے۔ ’’پیشگوئی مصلح موعود ایک عظیم الشان خدائی نشان‘‘ کے عنوان پر خاکسار (لئیق احمد عاطف مبلغ سلسلہ وصدر جماعت مالٹا) نے اپنی گزارشات اردو اور انگریزی زبان میں پیش کیں۔ پروگرام میں ایک زیر تبلیغ مالٹی غیر از جماعت دوست نے بھی شرکت کی اور پیشگوئی حضرت المصلح الموعودؓ سے بہت متاثر ہوئے انہوں نے اس موقع پر متعدد سوالات بھی کئے۔ بعد ازاں عمومی طور پر پیش کردہ سوالات کے جوابات دیے گئے۔ پروگرام کا اختتام دعا سے ہوا۔

پیارے محبوب آقا حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 18/ فروری 2011ء میں ہمیں اپنے اپنے دائرے میں مصلح بننے کی طرف توجہ دلائی تھی۔ پیارے محبوب آقا کی خواہش اور دعا کے مطابق اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اپنے دائرے میں مصلح بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم اپنے علم سے، اپنے قول سے، اپنے عمل سے اسلام کے خوبصورت پیغام کو ہر طرف پھیلا دیں۔ اصلاحِ نفس کی طرف بھی توجہ دینے والے بنیں۔ اصلاح اولاد کی طرف بھی توجہ دینے والے ہوں اور اصلاحِ معاشرہ کی طرف بھی توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فقہی کارنر

اشاعت اسلام کے لئے مالی قربانیوں کی ضرورت ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

میں ہندوؤں اور عیسائیوں میں دیکھتا ہوں کہ عورتیں بھی بہت بڑی جائیدادیں اور روپیہ اس کام کے لئے وصیت کر جاتی ہیں۔ آج کل کے مسلمانوں میں اس قسم کی نظیر نہیں ملتی۔

ہمارے لئے جو بڑی سے بڑی مشکل ہے وہ اشاعت کے لئے مالی امداد کی ضرورت ہے۔ یہ تو تم یاد رکھو کہ آخر خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا ہے اور خود اپنے ہاتھ سے اس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ وہ خود ہی اس کا حامی و ناصر ہے لیکن وہ چاہتا ہے کہ اپنے بندوں کو ثواب کا مستحق بنادے اس لئے نبیوں کو مالی امداد کی ضرورت ظاہر کرنی پڑتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدد مانگی اور اسی طرز پر جو منہاج نبوت کی طرز ہے ہم بھی اپنے دوستوں کو سلسلہ کی ضروریات سے اطلاع دیا کرتے ہیں، مگر میں پھر یہی کہوں گا کہ اگر ہم کچھ روپیہ بھی اشاعت کے لئے جمع کر لیں تو یہ تو ظاہر بات ہے کہ اس قدر نہیں کر سکتے جس قدر پادریوں کے پاس ہے اور اگر اتنا بھی کر لیں تو بھی میرا ایمان یہی ہے کہ فتح اس کو ملتی ہے جس سے خدا خوش ہو۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 214-215 ایڈیشن 2016ء)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایڈیٹر کے نام پیغام

الفضل آن لائن ایک علمی ذخیرہ ہے

خاکسار ان دنوں جرمنی میں مقیم ہے۔ میری بیٹی عزیزہ بقعۃ النور نے مجھے بتایا کہ ابو! میں نے اس دفعہ آپ سے تقریر لکھوانے کی درخواست نہیں کی بلکہ الفضل آن لائن اتنا بڑا علمی ذخیرہ ہے کہ میں نے وہاں سے خود اپنی تقریر تیار کی اور اپنے حلقہ میں اول قرار پائی۔

ایک سبق آموز بات

انصار سائیکلنگ کی طرف توجہ دیں

نائب صدر دوم کو ہدایت دیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انصار اللہ کے لئے فرمایا کہ آپ کو سائیکلنگ کی طرف بھی توجہ دلانی چاہئے اور کراس کنٹری سائیکل ریس کے پروگرام رکھیں یا کم از کم سائیکل ٹور رکھیں۔

(دورہ امریکہ 2022ء رپورٹ: مکرم عبد الماجد طاہر قسط 19 حصہ دوم صفحہ 1)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

طلوع وغروب آفتاب

18/ مارچ 2023ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:11	18:31
مدینہ منورہ	05:10	18:32
قادیان	05:14	18:38
ربوہ	04:54	18:18
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:41	18:12